بے اصل روایات
(تحقیقاتِ رضا کی روشنی میں)
از
مولانا محمد اسلم رضا قادری
جیلانی بک ڈپو
۵۲۲۔ وحید کتب مارکیٹ
مٹیا محل جامع مسجد دہلی

بے اصل روایات
تحقیقات رضا کی روشنی میں

مرتب

محمد اسلم رضا قادری

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ صدر بازار باسنی، ناگور شریف۔ راجستھان

ناشر

۱۲۲۹، چوڑیوالان، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶

1229, Churi Walan, Jama Masjid, Delhi-110006
Mobile: 011-23256577, 9350046577, 9212346577
Email: jilani.book.depot@gmail.com

نام کتاب : بے اصل روایات تحقیقات رضا کی روشنی میں۔

مرتب : محمد اسلم رضا قادری۔

نظر ثانی : حضرت علامہ مفتی محمد صدر الوریٰ قادری مصباحی مدظلہ العالی۔

صفحات : ۹۶

تعداد : ۱۱۰۰

سن اشاعت: ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء

کمپوزنگ : محمد رفیق اشرفی، باسنی Mo:07737801085۔

مولانا حاجی اصغر علی فیضانی۔

ناشر : سنی تبلیغی جماعت، باسنی ناگور شریف (راجستھان)

ملنے کا پتہ : جیلانی بک ڈپو

523، وحید مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔110006

مشمولات

شرف انتساب

(۱) وارث علوم امام احمد رضا حضور تاج الشریعہ علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ النورانی، بریلی شریف۔

(۲) استاذ العلماء والفقہا، حضور مفتی اعظم راجستھان، علامہ الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی، مدظلہ النورانی۔ شیخ الحدیث: مادر علمی جامعہ اسحاقیہ جودھ پور۔

(۳) قائد اہلسنت حضرت علامہ مولانا الشاہ ظہور احمد اشرفی، باسنی (متوفی: ۱۴۱۶ھ) نور اللہ مرقدہٗ۔ سربراہ اعلیٰ سنی تبلیغی جماعت، باسنی ناگور شریف۔

(۴) مرکز علم وفن، مادر علمی: جامعہ اسحاقیہ، جودھ پور (راجستھان)

جنہوں نے اپنے علم وفضل اور کردار وعمل سے خلق خدا کو خوب فیض پہونچایا، جو اپنے فضل وکمال اور زہد وورع میں حضور حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم قدس سرہما کا عکس جمیل ہیں۔

جنہوں نے اپنے فضل وکمال اور قائدانہ بصیرت سے صحرائے راجستھان کو چمنستان علم وفن بنا دیا۔

جنہوں نے اپنے فکر وفن کو بروئے کار لاتے ہوئے اصلاح ملت کی خاطر قریہ قریہ مدارس ومکاتب اور مساجد قائم کرکے اسلام اور سنیت کا تحفظ فرمایا۔

جس کی علمی وتعلیمی فضا، میں تعلیم وتربیت حاصل کرکے میں اس لائق بنا۔

میں اپنی اس کتاب کو ان مقتدر وبافیض اساطین امت اور مادر علمی کی جانب انتساب میں فخر محسوس کرتا ہوں۔

"گر قبول افتد زہے عز وشرف"

محمد اسلم رضا قادری

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، باسنی ناگور شریف

ابتدائیہ

یہ توفیضان علم رضا ہے

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اما بعد! تاریخ وسیر میں بعض لوگوں نے فضائل ومناقب کے ابواب میں بہت سی ایسی روایات وحکایات بھی داخل کر دی ہیں جن سے ان حضرات کی توھین اور تنقیص کا بھی پہلو سامنے آتا ہے۔ حالانکہ فضائل ومناقب وغیرہ کے ابواب میں ائمہ فن سیر کی تصریحات وتوضیحات کے مطابق موضوع روایات کو چھوڑ کر ہر روایت مقبول ومعتبر ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ من گھڑت اور بے اصل روایتوں ہی کو قبول کر لیا جائے یہ تو علم روایت ودرایت پر بہت بڑی جرأت ہوگی۔ اس لئے مستند ومعتمد علماء ومحققین کا یہی موقف ہے۔ کہ تاریخ وسیر میں موضوع روایت کے سوا ہر روایت معتبر ومقبول ہے موضوع کسی بھی صورت میں قابل قبول اور حجت نہیں بن سکتی جیسا کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱) تحریر فرماتے ہیں "اتفق علماء الحدیث علی انہ لایحلُّ روایۃ الموضوع فی ای معنی کان الا مقرونا ببیان وضعہ" (موضوعات کبیر ص:۹۔ ملا علی قاری۔ مطبوعہ مجتبائی۔ دہلی) علمائے حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ کسی بھی مقصد ومطلب میں موضوع روایت بیان کرنا جائز نہیں، ہاں مگر یہ کہکر کہ یہ موضوع ہے۔

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی (۱۴۲۱) لکھتے ہیں "سیرو مغازی، فضائل ومناقب کے وہ ابواب جو قطعی نہیں ان میں علاوہ موضوع کے ہر حدیث اور ہر روایت مستند ہے، اسی پر تمام امت اور علماء مغازی کا عمل ہے"

(اشرف السیر ص:۵۸، مطبوعہ گھوسی، یوپی)

یوں تو سیر وتاریخ کی بہت سی کتب میں ایسی روایات مل سکتی ہیں جن پر ائمہ فن سیر وتاریخ کو سخت انکار ہے اگر انہیں یکجا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے، یہ بڑے بڑے ائمہ فن سیر کا کام اور ان کا ہی حصہ ہے اور یہ اہم ترین کام انہیں ہی زیب بھی دیتا ہے۔ یہ

ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں۔

اس لئے راقم نے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے پیش نظر صرف انہیں روایات کو جمع کرنے پر اکتفاء کیا جنہیں امام اہل سنت مجدد اعظم ،اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی (١٣٤٠) نے ''فتاویٰ رضویہ'' اور دیگر اپنی تصانیف وملفوظات میں من گھڑت اور بے اصل وموضوع قرار دیا، تاکہ مجدد اعظم قدس سرہ' کا یہ عظیم الشان اور بے مثال کارنامہ بھی اہل فکر وبصیرت کے سامنے لایا جا سکے کہ انہوں نے جہاں پر دیگر تجدیدی واصلاحی اور تحقیقی خدمات جلیلہ انجام دیں وہیں انہوں نے غلط اور بے اصل روایات کو مٹانے کی انتھک جدوجہد بھی فرمائی۔ تاکہ مبارک اصحاب کی ذوات مبارکہ کسی بھی اعتبار سے مجروح نہ ہوں۔ اور لوگوں کو ایسی موضوع روایات بیان کرنے سے بھی روکا جائے جن سے دین میں فتنہ فساد کا دروازہ کھلے۔ جیسا کہ ایک جگہ موضوع روایت بیان کرنے ، سننے ،اور پڑھنے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

''روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام ،سننا بھی حرام ،ایسی مجالس سے اللہ عزّ وجلّ اور حضور اقدس ﷺ کمال ناراض ہیں۔ ایسی مجالس اوران کا پڑھنے والا اوراس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں''

(فتاویٰ رضویہ:٢١٨/٩۔نصف اول۔رضا اکیڈمی ممبئی)

امام اہل سنت کی اسی فکر وتحقیق کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے ''فتاویٰ رضویہ'' سے یہ چندروایات جمع کی ہیں اور مناسب جگہوں پر حسب ضرورت چند تعلیقات کا بھی اضافہ کیا گیا ہے تاکہ ان کا موضوع اور بے اصل ہونا مزید روشن وواضح ہو جائے اور یہ بھی عیاں ہو جائے کہ امام اہل سنت قدس سرہ کی تحقیقات متقدمین ائمہ فن حدیث وتفسیر کے اقوال کے مطابق وموافق ہیں ایسا نہیں ہے کہ ان روایات کو موضوع کہنے میں امام اہل سنت قدس سرہ منفرد ہیں بلکہ جمیع ائمہ فن کی تصریحات وتحریرات سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔

امید کہ اہل علم واصحاب فکر وتدبر راقم کی اس کوشش کو قبول وپسند فرماتے ہوئے نیک دعاؤں سے نوازیں گے اور اگر کوئی کمی یا خامی نظر آئیگی تو مہربانی کرتے ہوئے مطلع فرمائیں گے ۔خداوند قدوس ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے ،آمین۔ محمد اسلم رضا قادری

تاثرات گرامی

از: استاذ العلماء ،شیر راجستھان حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان قبلہ رضوی
ناظم تعلیمات: جامعہ اسحاقیہ جودھ پور

نحمده ونصلي علىٰ حبيبه الكريم.

امابعد! عزیز القدر مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی اپنے تعلیمی دور سے ہی اپنی خداداد ذہانت وفطانت اور علمی صلاحیت کے باعث ابھرتے ہوئے نازک مسائل کو موضوع تحریر بنایا کرتے تھے، معیاری مجلات اور ادبی رسائل میں اپنے علمی مضامین بھیج کر شائع کرواتے رہے۔ ماشاءاللہ تحقیقی ذہن پایا ہے شوق کتب بینی اور ذوق مطالعہ ابتدا ہی سے ان کا محبوب مشغلہ رہا ہے وقت کے ساتھ ساتھ اس ذوق مستحسن میں مزید نکھار اور جلا آتی رہی ہر مضمون کو تحقیق کامل وتفحص راسخ کے بعد ہی سپرد قرطاس کرنا ان کا مزاج رہا ہے ،اور زبان بھی ادبی حلاوت وشیرینی کے ساتھ ساتھ بے حد سادہ اور متانت آمیز استعمال کرتے ہیں۔''ذالک فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء''

ایں سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نیز زبان کی سلاست وسادگی اور حلاوت وشیرینی کے ساتھ نفس مضمون بھی گہرائی وگیرائی کا پیکر ہوتا ہے اور اپنے دامن میں صداقت وثقاہت اور دلائل وحوالہ جات کے جواہر پاروں سے مرصع ہوتا ہے۔

زیر نظر کتاب ''بے اصل روایات تحقیقات رضا کی روشنی میں'' موصوف کی اسی نوع کی ایک پاکیزہ کاوش کا نتیجہ ہے، وہ روایات مخترعہ جو بعض کتب سیر وتاریخ میں در آئی ہیں جن کو واعظین اور بعض خطباء اپنی کم علمی کے باعث بڑے زور وشور سے بیان کرتے رہتے ہیں، حالانکہ وہ روایات بالکل موضوع ہوتی ہیں اور اگر بالفرض بعض موضوع نہیں ہوتی ہیں تو ضعیف ضرور ہوتی ہیں جس پر محدثین کرام نے جرح ونقد فرما کر غیر قابل عمل ہونے کا حکم دیا ہے ایسی روایات کو اکثر کم خواندہ حضرات ''حديث صحيح'' کہکر بیان کرتے رہتے

ہیں جس پر حزب مخالف کے نقاد افراد خوب تمسخر واستہزا کرتے ہیں اور اہل سنت کے اکابر علماء کو حدف تنقید بناتے رہتے ہیں ایسے کج فکر نقاد افراد کے منھ پر قفل لگانے کی خاطر یہ رسالہ نافعہ معرض تحریر میں لایا گیا ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے گو موضوع روایات پر مستقل کوئی کتاب مرتب نہیں فرمائی لیکن بعض موضوع روایات پر اپنے معرکۃ الآراء فتاویٰ رضویہ شریف، فتاویٰ افریقہ اور ملفوظات کے اندر واضح انداز میں جرح ونقد فرماتے ہوئے بڑی صراحت وتشریح کے ساتھ موضوع روایات پر بحث فرما کر انکی نشاندہی فرمادی، اور وضاحۃ رقم فرمادیا کہ ''ان روایات کی شرعاً کوئی اصل نہیں'' ''یہ روایات بے اصل اور موضوع ہیں'' مگر اس نوع کی موضوع روایات کو آپکے فتاویٰ کے بحر ذخار میں تلاش کرنا مشکل امر تھا کیونکہ آپکے فتاویٰ صد ہا اوراق اور ۳۰ مجلدات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ مولانا محمد اسلم رضا قادری نے آپکے فتاویٰ کے بحر ذخار میں غوطہ زنی کرکے ان موضوع روایات کو جن کی کامل نشاندہی امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے فرمائی یکجا کتابی شکل میں جمع کردیا، یہ اقدام مولانا الآعز کا نہ فقط قابل ستائش بلکہ قابل صد تشکر ہے کیونکہ ایسی سہل زبان کتاب سے سبھی مستفید ہوسکیں گے اردوداں اور کم خواندہ حضرات بھی ان موضوع روایات کو سمجھ سکیں گے اوران کو بیان کرنے سے گریز کریں گے اور پڑھا لکھا طبقہ بھی محظوظ ہوگا۔

سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بہت پہلے کئی ایک محدثین ومحققین فضلائے کرام نے موضوعات پر بہت کچھ لکھا مگر ان علمائے ربانیین کی تصانیف عربی میں ہیں جن سے عربی داں طبقہ تو مستفیض ہوتا رہا ہے مگر غیر عربی داں حضرات ان کتب نادرہ سے مستفید نہیں ہوسکے، علامہ امام جلال الدین سیوطی، علامہ امام ملاعلی قاری، علامہ امام ابن عدی، علامہ ابن جوزی نے موضوع روایات پر بہت کچھ لکھا ہے مگر یہ مصنفات عربی میں ہیں اسلئے اہل اردوداں سے مستفید ہونے سے قاصر رہے، لھذا مناسب تھا کہ اردو میں ان موضوع روایات پر کوئی کتاب مرتب کی جائے جو دلائل وبراھین سے مزین ہو، تاکہ اردوداں حضرات بھی بہرہ ور ہوسکیں، سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جو علوم وفنون کے

بحر بے کراں تھے تمام علوم مروجہ میں اپنی مثال آپ تھے، ربُّ العزّت نے آپ کو علوم دینیہ میں مہارت کاملہ کے ساتھ علم لدنی سے بھی نوازا تھا لھذا ایسے متبحر عالم ربانی نے اپنے فتاویٰ میں کامل تحقیق کے بعد کئی ایک موضوع روایات کی نشاندہی فرمائی ہے جن کو مولانا قادری نے محنت شاقہ وعرق ریزی کے بعد ایک جگہ جمع کرکے کتابی شکل میں ڈھالدیا ہے تاکہ عالم اور غیر عالم سبھی حضرات اس کتاب سے مستفید ہوسکیں۔ مزید برآں تعلیقات کا اضافہ کرکے موضوع روایات کی موضوعیت کو دلائل وبراھین سے بھی مبرہن کردیا ہے تاکہ تشکیک کی گنجائش باقی نہ رہے۔ مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی کی اس پرخلوص سعی کو ربُّ العزّت شرف قبولیت سے نوازے اور موصوف کو مزید اس نوع کی علمی وتحقیقی خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

شیر محمد خان رضوی

(مفتی) الجامعۃ الاسحاقیہ جودھ پور راجستھان

26 اپریل 2011ء

تقدیم

از: ماہر علم وفن حضرت علامہ مفتی محمد صدر الوریٰ صاحب قبلہ قادری مصباحی
استاذ: جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم..... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

کتاب وسنت تمام انسانوں کے لئے سرچشمہ ہدایت اور مصدر خیرات وبرکات ہیں انھیں اپنانے اوران کے احکام پر عمل کرنے میں ہی کامیابی اور نجات ہے اوران سے انحراف وروگردانی میں نامرادی وخسران ہے، کتاب وسنت ہی احکام شرعیہ کا مصدر ومنبع اور مجتہدین شرع کے اجتہادات کا مرکز ومحور ہے اسی لئے ان کے مقتضیات پر عمل کرنے اور انھیں مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا رسول گرامی وقار ﷺ کا ارشاد ہے:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ، رواہ الامام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فی المؤطا۔

میں نے تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ جب تک انھیں مضبوطی سے تھامے رہوگے گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب، دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت۔

حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جس وقت نبی اکرم ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا توان سے ارشاد فرمایا: اے معاذ کیسے فیصلہ کروگے؟ عرض کی: اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ؟ عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ کی سنت سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر اس میں بھی نہ پاؤ؟ عرض کی: اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ لمایحبہ ویرضاہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو اس کی توفیق عطا فرمائی جو اللہ چاہتا ہے اور جس کام سے راضی ہے۔ کتب سابقہ توریت وانجیل میں یہود ونصاریٰ نے بہت ساری تحریفات کردی تھیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں جابجا ہے مگر قرآن حکیم اللہ ربُّ العزّت کی وہ کتاب ہے جس کو اللہ سبحانہ وتعالٰی نے ہر قسم کی تحریف وتبدیل سے محفوظ رکھا ہے وہی اس کا حافظ

ہے کبھی بھی اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوسکتی ارشاد ربانی ہے:

اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُون۔

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

رہا احادیث کا معاملہ تو گو کہ حضور اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ اوراس کے نواح میں کچھ منافقین اور یہود رہتے جن کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے بغض وعناد بھرا ہوا تھا اور اسلام کا شیرازہ منتشر کرنے کے لئے انھوں نے انتھک کوششیں بھی کر ڈالی تھیں مگر ان میں یہ جرأت وہمت نہ تھی کہ از خود کوئی بات گڑھ کر رسول اکرم ﷺ کی طرف اسے منسوب کرسکیں۔ کیونکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ یہ نزول وحی کا زمانہ ہے اگر ہم نے کوئی ایسی حرکت کی تو ہمارا یہ راز راز نہیں رہے گا بلکہ وحی الٰہی کے ذریعہ سارا راز فاش ہوجائے گا۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے ایسا کرنے کی کوشش کی تو وہ اپنی جد جہد میں کامیاب نہ ہوسکا اوراس کو ذلت وخواری، ہلاکت وبربادی ہی ہاتھ آئی۔

رسول اکرم ﷺ کے بعد خلفائے ثلاثہ سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہم کے عہد خلافت تک امن وامان رہا کسی کے اندر وضع حدیث کی ہمت وجرأت نہیں تھی، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد سخت انتشار ہوا مسلمان ابتلا وآزمائش کے شکار ہوئے جس کے نتیجے میں دشمنان اسلام کو موقع ملا اور انھوں نے مسلمانوں کے درمیان افتراق وپھوٹ ڈالنے کے لئے اور اپنے ذاتی مفاد کے لئے حدیثیں گڑھنی شروع کیں۔ لھذا ایسے پرآشوب دور میں ضرورت پیش آئی کہ احادیث کی تحقیق کی جائے، رجال حدیث کو دیکھا جائے متن حدیث پر بھی غور کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ”ان ھٰذا العلم دین فانظروا عن من تاخذون دینکم“ (مقدمہ صحیح مسلم ص:۱۱)

بیشک یہ علم حدیث دین ہے تو دیکھ لو کہ کس سے تم اپنا دین لے رہے ہو۔

مزید ارشاد فرمایا:

”لم کونوا یسئلون عن الاسناد فلمّا وقعت

الفتنة قالوا سموا لنا رجالكم فينظر الى اهل السنة فيؤخذ حديثهم وينظر الى اهل البدعة فلا يؤخذ حديثهم"(ايضاً)

لوگ سند کے بارے دریافت نہیں کرتے مگر جب فتنہ وقوع پذیر ہوا تو کہتے کہ ہمیں اپنے رجال کا نام بتاؤ اگر رجال حدیث اہل سنت سے ہوتے تو انکی حدیث قبول کی جاتی اور اگر اہل بدعت سے ہوتے تو انکی حدیث نہیں لی جاتی۔

اسی تناظر میں فن اسماء الرجال وجود میں آیا اور اس فن میں محدثین نے کتابیں تحریر فرمائیں تاکہ ثقہ، اور غیر ثقہ کا امتیاز ہو سکے اور کذاب ووضاع راویوں کی بھی شناخت ہو جائے اور محدثین نے معرفت وضع کے اصول بھی متعین کیے تاکہ موضوع و بے اصل روایات کو الگ کیا جا سکے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز نے اپنے رسالہ 'منیر العین' میں معرفت وضع کے طریقوں پر بڑا تفصیلی کلام فرمایا ہے اور فتاویٰ رضویہ میں جا بجا موضوع روایات کی نشان دہی فرمائی ہے۔ اور ایسی روایتوں کا رد بھی بڑے تحقیقی انداز میں فرمایا ہے۔

زیر نظر کتاب ''بے اصل روایات تحقیقات رضا کی روشنی میں'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے صاحب کتاب جناب مولانا محمد اسلم رضا قادری زیدمجدہ نے فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتابوں کو سامنے رکھ کر موضوع و بے اصل روایات کو اس کتاب میں جمع کیا ہے اور توضیح وتشریح کے لئے مناسب انداز میں تعلیق وتحشیہ کا کام بھی انجام دیا ہے جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے. موصوف، حضرت علامہ مفتی ولی محمد صاحب دامت برکاتہم کے فرزند ارجمند ہیں اور باصلاحیت قلم کار ہیں ان کے مضامین ماہناموں میں چھپتے رہتے ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ ''الولد سر لأبیہ'' کے سچے مصداق ومظہر ہیں. دعا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول انام بنائے اور مزید خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدر الوریٰ قادری

خادم التدریس: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی

۲۲ربیع الغوث ۱۴۳۲ھ ۲۹ مارچ ۲۰۱۱ء

تقریظ جمیل

از: پیکر اخلاص ومحبت حضرت علامہ مولانا حافظ محمد اکبر حسین قبلہ رضوی، مدظلہ

صدر المدرسین: مدرسہ حنفیہ مدینۃ العلوم پھول پورہ باسنی، ناگور۔

باسمہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ

زیر نظر کتاب ''بے اصل روایات تحقیقات رضا کی روشنی میں'' کا مسودہ عزیزم مولانا محمد اسلم رضا قادری سلمہٗ نے بھیجا، اور اس کی افادیت کے بارے میں خیالات کو قلمبند کرنے کی استدعا کی، ہجوم کار کی وجہ سے چند خاص صفحات کا ہی مطالعہ کر سکا ہوں۔

الحمد للہ! ایک عرصہ سے عزیزم مولانا محمد اسلم رضا قادری کے مقالات ومضامین سنی جرائد ورسائل میں شائع ہو رہے ہیں، موصوف کے مضامین ومقالات میں ملت کا درد اور اصلاح عقائد ومعاشرہ کا پہلو نمایاں رہتا ہے، آپ ایک اچھے سنجیدہ قلم کار ہیں اسلئے آپ کی تحریریں علمی حلقوں میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی اور پڑھی جاتی ہیں۔

عزیزم مولانا محمد اسلم رضا قادری گرامی قدر باوقار، صاحب علم وعمل حضرت مولانا مفتی ولی محمد صاحب رضوی (سربراہ اعلیٰ سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف) کے نور نظر ہیں دعوت صلاح وفلاح اور اصلاح عقائد ومعاشرہ جیسے جوہران کو ورثے میں ودیعت ہوئے ہیں اور اپنے والد محترم کی طرح ہمہ دم وعظ ونصیحت کے ذریعہ "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ" پر روبعمل رہتے ہوئے "تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" پر عمل پیرا ہو کر خرافات ومنکرات کو مٹانے میں ہمیشہ کوشاں نظر آتے ہیں۔

''بے اصل روایات تحقیقات رضا کی روشنی میں'' یہ ان کی ایک اچھی تحقیقی کاوش ہے کہ علماء متقدمین ومتأخرین کی مستند کتابوں سے من گھڑت، بے اصل اور موضوع روایات کو عام فہم زبان میں عوام اہلسنت کے سامنے پیش کر کے خوش آئند قدم اٹھایا ہے۔ فتنہ پرور لوگوں نے انتشار امت کے لئے جن بے اصل اور موضوع روایات کو شائع کیا تھا ان کے بارے میں علماء محققین فرماتے ہیں کہ ان کا پڑھنا، سننا، اور سنانا سخت حرام، جن سے اللہ جل جلالہٗ اور اسکے

پیارے حبیب ﷺ کی ناراضگی ہے ،علماء محققین نے بڑی کاوشوں سے موضوع احادیث وروایات کی نشاندہی کی ہے اورانہوں نے روایات کی صحت کو جانچنے ، پرکھنے کے اصول وضوابط بھی مقرر کردیئے ہیں خصوصاً امام عشق ومحبت ،مجدّد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی رضی اللہ المولیٰ عنہ نے ائمہ فن تفسیر وحدیث کے اقوال وفرمودات کے مطابق موضوع اور بے اصل روایات کی نشاندہی فتاوی رضویہ شریف ،فتاوی افریقہ ،اورملفوظات شریف ،وغیرھم میں فرمادی ہے۔عزیزم مولانا موصوف نے بڑی جدجہد کرکے کتب معتبرہ کی مدد سے زیرنظر کتاب ’’بے اصل روایات تحقیقات رضا کی روشنی میں‘‘ ترتیب دیکر ایک تحقیقی کارنامہ انجام دیا ہے ،مولیٰ تعالیٰ ان کی سعی بلیغ کو قبولیت عام وتام عطا فرمائے اور ناظرین کو اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ واستفادہ کی توفیق بخشے۔آمین

محمد اکبر رضوی عفی عنہ

۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ

’’تشکر وامتنان‘‘

از: مرتب:

ارشاد رسول مقبول ﷺ ’’من لم یشکر النّاس لم یشکر اللّٰہ‘‘ (جس نے لوگوں کا شکریہ ادانہ کیا اس نے خدا کا بھی شکر ادانہ کیا) کے مطابق اس کتاب کی اشاعت وطباعت ودیگر امور میں جنہوں نے میرا تعاون کیا میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں ،اوران کے ترقی درجات کے لئے دست بدعا ہوں۔

(۱) بالخصوص استاذ العلماء شیر راجستھان حضرت علامہ الشاہ مفتی شیر محمد خان قبلہ رضوی (ناظم تعلیمات: مادر علمی: جامعہ اسحاقیہ ،جودھ پور) کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے بے پناہ مصروفیات (درس وتدریس ،فقہ وفتاویٰ ،مسلسل دینی وتبلیغی اسفار) کے باوجود کتاب کو بغور ملاحظہ فرما کر اپنے گراں قدر اور وقیع تأثرات عنایت فرماتے ہوئے کتاب کی اہمیت وافادیت میں اضافہ فرمایا ،آپ کی شخصیت اصحاب علم ودانش کے لئے محتاج تعارف نہیں ،خداوند قدوس نے آپ کو ہر میدان میں عظیم خوبیوں اور ممتاز صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا ہے ،جہاں تشریف رکھتے ہیں میر مجلس نظر آتے ہیں۔

(۲) اور میں بے حد ممنون ومشکور ہوں ماہر علم وفن حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدر الوریٰ صاحب قبلہ قادری مصباحی مدظلہ (استاذ: جامعہ اشرفیہ مبارک پور ،یوپی) کا جنہوں نے زیر نظر کتاب کو ملاحظہ فرماتے ہوئے مفید ونیک مشوروں سے بھی نوازا ،اور ساتھ ہی ساتھ بطور ’’تقدیم‘‘ ایک شاندار تحریر سپرد قرطاس فرما کر کتاب کو درجہ اعتبار واستناد عطا کیا ،(موصوف ایک زبردست اور باصلاحیت عالم دین ہیں ،درس تدریس ،تصنیف وتالیف سے آپ کا گہرا تعلق ہے ،اور ’’مجلس شرعی‘‘ کے سیمینار میں بھی آپ کا کافی رول رہتا ہے) اور بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں۔

(۳) میرے مشفق ومہربان استاذ جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عالمگیر صاحب قبلہ رضوی مصباحی مدظلہ (استاذ ومفتی: جامعہ اسحاقیہ ،جودھ پور) کا شکریہ ادانہ کروں جن کی شفقتوں نے میرے فکر وقلم کی تربیت فرمائی اور ہمیشہ مفید مشورے اور بلند حوصلے

دیئے، ہر موڑ پر میرا علمی تعاون فرمایا (آپ کی شخصیت درس وتدریس، دعوت وتبلیغ اور فقہ وفتاویٰ کی دنیا میں غیر معروف نہیں ہے بلکہ آپ ہمہ دم مصروف کار ہی نظر آتے ہیں)۔

(۴) اور ہمارے قصبہ باسنی (ضلع ناگور شریف) کے بزرگ اور باصلاحیت عالم دین اور عالم باعمل حضرت علامہ مولانا حافظ محمد اکبر حسین صاحب قبلہ رضوی (صدر المدرسین: مدرسہ مدینۃ العلوم، پھولپورہ، باسنی) کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے کثرت کار کے باوجود کتاب کو ملاحظہ فرمایا اور تأثرات بھی عنایت فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ مولائے قدیر تمام حضرات کا سایہ ہم پر دراز فرمائے۔ آمین

آخر میں ہمدرد قوم وملت محترم الحاج محمد خورشید کامدار باسنی، ناگور شریف کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مالی تعاون فرما کر اس کتاب کی اشاعت وطباعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، خداوند قدوس ان کے عطیات کو قبول فرمائے اور ان کی تجارت ومعیشت میں بے پناہ برکت دے۔ آمین، اور محب گرامی حضرت مولانا محمد یونس رضا شیرانی مصباحی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے نعیمی دار المطالعہ (دار العلوم فیضان اشرف باسنی، ناگور شریف) سے مطلوبہ کتب فراہم کرنے میں میرا تعاون کیا۔ اور شکر گزار ہوں مخلص ومحترم حضرت مولانا حافظ مشکور احمد صاحب قبلہ اشرفی کا جنہوں نے ''جیلانی بکڈپو'' دھلی سے اس کتاب کو شائع کرتے ہوئے کرم فرمایا۔

نیازمند.

محمد اسلم رضا قادری

خادم التدریس: مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ صدر بازار باسنی، ناگور شریف

۷/جمادی الاخری ۱۴۳۲ھ ۱۱/اپریل ۲۰۱۱ء بروز بدھ

موبائل:09461380418

روایات

اوراق اُلٹیے اور بے اصل روایات کا مطالعہ کیجئے۔

﴿۱﴾ **روایت:۔** ہاروت، ماروت جو چاہ بابل میں قید ہیں فرشتے ہیں یا جن یا انسان؟ اگر ان کو فرشتہ مانا جائے تو عصمت فرشتوں کی کس دلیل سے ثابت کی جائے اگر جن وانس کہا جاوے تو درازی عمر کے واسطے کیا حجت پیش کی جاوے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جو ''تاریخ الخلفاء'' میں لکھا ہے کہ آسمان میں ایک دروازہ پیدا ہوا، اور ایک فرشتہ طوق وزنجیر پہنے ہوئے وسط میں ظاہر ہوا۔ اور منادی نے ندا کی کہ اس فرشتے نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کی یہ سزا ملی کہاں تک صحیح ہے؟ چونکہ قدیم سے میرے تمام اسقام کا چارہ اسی آستانہ سے ہوتا رہا ہے۔ اسی واسطے اس شمع خراشی کی جرأت پڑ گئی۔

مجدّد اعظم، اعلی حضرت امام احمد رضا لکھتے ہیں

''قصہ ہاروت و ماروت جس طرح عام میں شائع ہے۔ ائمہ کرام کو اس پر سخت انکار شدید ہے(۱) جس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کے شروح میں ہے۔ یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا'' هذه الاخبار من كتب اليهود وافترائهم '' (الشفاء:۲/۱۷۵ فصل فی القول فی عصمۃ الملائکۃ) یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور انکی افتراؤں سے ہیں۔ ان کو جن وانس مانا جائے جب بھی درازی عمر مستبعد نہیں۔ سیدنا خضر و سیدنا الیاس وسیدنا عیسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم انس ہیں اور ابلیس جن ہے۔ اور راجح یہی ہے کہ ہاروت وماروت دو فرشتے ہیں، جن کو رب عزوجل نے ابتلائے خلق کے لئے مقرر فرمایا کہ جو سحر سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ '' انّما نحنُ فتنةٌ '' فلا تكفُرْ'' ہم تو آزمائش ہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔ اور جو نہ مانے اپنے پاؤں جہنم میں جائے، اسے تعلیم کریں تو طاعت میں ہیں نہ کہ معصیت میں '' به قال اكثر المفسرين علی ماعزا اليهم فی الشفاء الشريف '' ۔ اور یہ کہ'' تاریخ الخلفاء '' کی طرف نسبت کی قطعاً باطل اور بے اصل محض ہے، نہ اس وقت '' تاریخ الخلفاء '' میں اس کا ہونا یاد فقیر میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ:۱۲/۲۰)

﴿۲﴾ **روایت:۔** (غوث اعظم) کے ایک مرید کا انتقال ہوگیا موتی کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کی کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا، اس پر لڑکا زیادہ رویا

بیٹا اور اڑ گیا تو آپ کو رحم آیا آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی۔ بعدہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہو کر روکا حضرت عزرائیل علیہ السلام رکے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے؟ جواب دیا کہ ہاں! آپ نے فرمایا کہ روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العلمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا اس پر جھگڑا ہوا آپ نے تھپڑ مارا حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کے آنکھ نکل پڑی اور آپ نے ان سے زنبیل چھین کر اس روز کی تمام روحیں جو قبض کی تھیں چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العلمین سے عرض کیا! وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی؟ ہم کو ان کی خاطر منظور ہے اگر انہوں نے تمام روحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ شرعاً اس روایت کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا وعظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں؟ تفصیل بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیے۔

مجدّد اعظم، اعلی حضرت امام احمد رضا لکھتے ہیں

یہ روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے، اور اسکا پڑھنا، سننا دونوں حرام۔ احمق جاہل بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا غوث اعظم کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کررہا ہے، کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ اسے کفر کی طرف نسبت کیا جائے نہ کہ محبوبان الٰہی سیدنا عزرائیل علیہ السلام کہ مرسلین ملائکہ میں سے ہیں۔ اور مرسلین ملائکہ بالاجماع غیر انبیاء سے افضل ہیں، کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہین رسول کے سبب معاذ اللہ اس کے لئے باعث کفر ہے اللہ تعالیٰ جہالت وضلالت سے پناہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ:۱۲/۱۹۸۔۱۹۹)

﴿۳﴾ **روایت:۔** ایک مولوی نے اثنائے وعظ میں فرمایا کہ حضرت عثمان غنی کی لاش مبارک شہادت کے بعد کئی روز تک نہایت ناگفتہ بہ حالت میں رہی اور آپ کی ایک ٹانگ (نعوذ باللہ) کتوں نے چاب ڈالی، مولوی صاحب اور انکے مقلدین اس واقعہ کو تاریخی واقعہ بتاتے ہیں، یہاں پر کوئی ایسا عالم نہیں جو اس واقعہ کی صحت کر سکے۔ اس لئے عرض ہے کہ بواپسی اس واقعہ کے اصلی حالت سے اطلاع دیں، اگر صحیح ہے تو کس معتبر کتاب سے پتہ چل سکتا ہے؟ اگر غلط

ہے تو کس فرقہ کا عقیدہ ہے؟

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا لکھتے ہیں

امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ" میں فرماتے ہیں: قال الزبیر بن بکار بویع یوم الاثنین اللیلۃ بقیت من ذی الحجۃ سنۃ ثلاث وعشرین وقتل یو م الجمعۃ لثمانی عشرۃ خلت من ذی الحجۃ بعد العصر ودفن لیلۃ السبت بین المغرب والعشاء "(باب عثمان رضی اللہ عنہ:۲/۴۶۳ـ مطبوعہ بیروت) یعنی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۱۸، ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ بعد عصر شہید ہوئے اور اسی شام کو مغرب کے بعد اور عشاء سے پہلے دفن ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے "تحفہ اثناء عشریہ" میں امیر المومنین، ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رافضیوں کے دسویں طعن میں ان ملاعین نقل کیا "کہ بعد از قتل اورا تا سہ روز افتادہ گذاشتند وبدفن اونپر داختند" قتل کے بعد انہیں یوں ہی پھینک دیا گیا اور دفن نہ ہونے دیا، وہ کتوں کا لفظ اس طعن میں بھی نہیں۔ پھر جواب میں بہت روایات ذکر کر کے فرمایا "ازیں روایات مشہورہ متعددہ ثابت شد کہ تا سہ روز افتادہ ماندن لاش عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محض افتراء ودروغ ست ودر جمیع تواریخ تکذیب آں موجود است، زیرا کہ باجماع مورخین شہادت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بعد از عصر روز جمعہ ہژدہم ذی الحجہ واقعہ شدہ است ودفن اودر بقیع شب شنبہ وقوع یافت بلاشبہہ انتہی" حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ان تمام مشہور روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش مبارک کا تین دن تک دفن نہ کرنا محض جھوٹ اور افتراء ہے اور تمام کتب تواریخ اس کی تکذیب کرتی ہیں اس لئے کہ مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۱۵ ذی الحجہ کو جمعہ کے دن عصر کے بعد واقع ہوئی اور سنیچر کی رات میں آپ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا، (تحفہ اثنا عشریہ:۱/۳۲۶ـ)

"ورائیتنی کتبت فی بعض تعلیقاتی الحدیثیۃ و ھذا ایضاً تجاوز نعم لا تقبل المناکیر المنکرات فی مقابلۃ المشہورات

المقبولات " اور مجھے بھی یاد پڑتا ہے کہ میں نے بھی اپنے بعض حواشی میں یہی بات لکھی ہے اور یہ بھی تجاوز ہے۔ ہاں! مشہور و مقبول روایات کے مقابلے میں مناکیر منکرات مقبول نہیں ہوتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۴/۳۱۷)

﴿۴﴾ روایت: ـ حضور سرور عالم ﷺ نے شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا تھا کہ روز قیامت جب کہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں؟ کیوں کہ کتاب "معارج النبوۃ" سے لوگ اس کو بیان کرتے ہیں؟ کتاب "معارج النبوۃ" کیسی کتاب ہے اور اس کے مصنف عالم اہل سنت معتبر محقق تھے یا نہیں؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی ارشاد فرماتے ہیں۔

بالکل بے اصل ہے ایسی ہی اور بہت سی روایات بالکل بے اصل و بے ہودہ ہیں" (الملفوظ حصہ دوم، ص۹۲) سنی واعظ تھے۔ کتاب میں رطب ویابس سب کچھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت حصہ دوم: ص:۱۴۶ـ مطبوعہ اسلامک پبلکشر دھلی)

﴿۵﴾ روایت: ـ روزے حضرت شاہ مردان علی کرم اللہ وجہٗ الکریم بطرف گورستاں رفت واستادشد، دیدند کہ یک شخص از عذابِ قبر فریاد میکند " فوقی نارٌ وتحتی نارٌ ویمینی نار و یساری نار" امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوں اورادر آں احوال دیدند، کہ در عذاب قبر گرفتار ست بروے رحم فرمودہ وہمانجا وضو ساختہ صد رکعت نماز نفل گزاردہ، وسہ ختم قرآن شریف تمام کردہ ثواب آنراں بارواح آں میت بخشیدند، لیکن ہرگز عذاب رفع نہ شد پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دریں احوال متفکر وحیران ماندند، کہ ایں بندہ را بسیار گناہ در پیش آمدہ کہ دعائے من قبول نمی شود، وخلاصی او عذاب نمی گیرد، وحضرت علی کرم اللہ وجہٗ الکریم از انجا برخاستہ بہ پیش پیغمبر علیہ السلام آمدہ، ودر آں زماں آنحضرت ﷺ اندرون حجرہ نشستہ بودند، کہ احوال آں میت حضرت علی کرم اللہ وجہٗ الکریم بیان فرمود، کہ یا رسول اللہ ﷺ امروز بطرف گورستان رفتہ بودم، وشخصے از عذاب قبر فریاد میکند، من صد رکعت نماز نفل گزاردہ وسہ ختم قرآن مجید کردہ بروح او بخشیدم، لیکن میت بعذاب گرفتار بماند وعذاب اورفع نہ شد، چوں رسول کریم ﷺ از زبان

علی کرم اللہ وجہٗ الکریم ایں چنیں احوال شنیدند، ہر چند در حرم شریف خوش وقت نشستہ بودند ،زدواز استماع ایں احوال بیقرار شدہ، بطرف گورستان رواں شدند،فرمودند کہ یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمراہ من بیائید وآں قبر مرا نمائید تا احوال میت بہ بینم ،امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آنحضرت ﷺ را درانجا بردند، چوں رسول کریم ﷺ درآں قبر تشریف آوردند، چہ بنید کہ آں میت را عذاب نمی شود، ہر چند تفحص کردند نیافتند ،حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ را فرمودند مگر آں قبراز شما سہو ونسیان شدہ باشد، آں قبر دیگر خواہد بود،حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گفت یا رسول اللہ ﷺ قبرست من آثار کردہ رفتہ بودم ہماں نشانی ست، پس آنجا حضرت رسالت پناہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ الکریم معاینہ میفرمودند، کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام از درگاہ رب العالمین بطرف سید المرسلین نازل شدہ گفت اے پیغمبر علیہ السلام خدائے تعالیٰ ترا سلام میرساند بعدہٗ می فرماید، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ الکریم راست می گوید، کہ قبر آں بندہ ہمیں است ،لیکن الحال صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ برائے عبادت ونماز وضو ساختہ بودند، بعدہٗ شانہ برریش مبارک خود کردہ بودند، چنانچہ یک موئے از ریش مبارک جدا شدہ بود، چوں باد آں موئے را برآں قبر انداختہ از برکت آں موئے مبارک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ تمامی گورستاں را حق تعالیٰ بخشیدہ وآمرزیدہ ست، پس اے مومن بارگاہ حق تعالیٰ در موئے ایشاں چندیں برکت فرمودہ پس ہزار لعنت بر جان رافضی کہ در حق ایشاں گلہ کند، باچیزے دیگر گوید، پس ہر مومن را لازم ست کہ چوں اسم مبارک صدیق اکبر بشنود، از دل وجان فدا شدہ بگوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم قبرستان تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مردے کو قبر کے اندر عذاب دیا جارہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ میرے اوپر، میرے نیچے، میرے دائیں، میرے بائیں، ہر طرف آگ ہی آگ ہے۔ حضرت امیر المومنین کو اس کی حالت پر رحم آیا اادروہیں وضو کر کے سو رکعت نماز نفل پڑھی اور تین قرآن مجید کا ختم اس کو ایصال ثواب کیا لیکن اس کی قبر سے عذاب دفع نہ ہوا آپ اس حالت پر پریشان ہوئے اور دل میں کہا کہ یہ بندہ بڑا ہی گناہگار ہے میری دعاء اس کے حق میں قبول نہ ہوئی اور اسے عذاب سے چھٹکارا نہ ملا۔ پھر مولیٰ علی کرم اللہ وجہٗ الکریم وہاں سے اٹھ کر تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لائے آپ اس

وقت کاشانہ رسالت میں خوشی خوشی آرام فرمارہے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے فرمایا کیا ہوا اور کیسے آنا ہوا؟ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج میں قبرستان گیا وہاں دیکھا کہ ایک مردہ کو سخت عذاب دیا جارہا ہے میں نے اس کی مغفرت وبخشش کی دعاء کی اور سو رکعت نفل اور تین قرآن پاک ختم کر کے اس کو ایصال ثواب کیا مگر عذاب دور نہ ہوا اور وہ اسی طرح گرفتار عذاب ہے۔ جب مولیٰ علی نے یہ حال سرکار ﷺ کو بتایا تو آپ پریشان ہوئے۔ اور آپ سے فرمایا چلو قبرستان اور مجھے وہ قبر بتاؤ تا کہ میں اس میت کا حال دریافت کروں حضور اقدس ﷺ اور حضرت علی دونوں قبرستان آئے آپ نے ایک قبر کی جانب اشارہ کیا اور عرض کیا یہی وہ قبر ہے کیا دیکھا کہ اس قبر والے سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے، سرکار ﷺ نے فرمایا کہ دوسری قبر ہوگی تم سے بھول ہوگئی ہوگی حضرت علی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہی قبر ہے میں بھولا نہیں ہوں۔ اسی درمیان سدرہ کے مکیں سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور سرکار علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کا رب آپکو سلام بھیجتا ہے۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سچ کہتے ہیں اس بندے کی قبر یہی ہے۔ لیکن ابھی آپ کے یار غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبادت کے لیے وضو کیا اور وضو کے بعد اپنی داڑھی میں کنگی کی آپ کی داڑھی کا ایک بال ہوا سے اڑ کر اس کی قبر پر آگرا جس کی برکت سے خداوند قدوس نے اس سے عذاب اٹھا لیا۔ اور اسے بخش دیا۔ تو اے مسلمانوں! جب صدیق اکبر کے بال مبارک میں اتنی برکت ہے تو ہزار بار لعنت ہو رافضوں پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو برا بھلا کہتے ہیں اور آپ کی شان گھٹاتے ہیں۔ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ حضرت صدیق اکبر کا نام سنے یا پڑھے تو دل وجان سے فدا ہو کر ''رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ'' کہے۔ مولانا صاحب! یہ حکایت صحیح ہے یا نہیں؟ اور اہل سنت کو ضروری ہے یا نہیں یہ فضیلت بیان کرنا یہاں پر زید صاحب کو بڑا اعتراض گزرا ہے کہ میاں اس حکایت بیان کرنے سے جناب سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا مرتبہ کم کرنا اور سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ زیادہ کرنا ہے۔ وجہ زید صاحب یہ بتاتے ہیں جناب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سو رکعت نماز پڑھی اور تین قرآن شریف کا ثواب بخشا اور دعا مانگی پھر ان کی دعا کیسے رد ہوئی اور ایک بال کی برکت سے اللہ عزوجل بخشدے؟ تو حضرت علی کا مرتبہ

صاف کم کرنا ہے ؟ یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔

مجدّد اعظم ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا لکھتے ہیں۔

'' یہ حکایت محض باطل و بے اصل ہے ۔ زید کی مراد مرتبہ کم کرنے سے اگر یہ ہے کہ صدیق اکبر مولیٰ علی سے افضل ٹھہرے جاتے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو یہ بلا شبہ اہلسنت کا عقیدہ ہے ۔ اگر چہ اس حکایت کو اس سے بحث نہیں وہ تو آیات و احادیث واجماع سے ثابت ہے۔(۲) اور اگر یہ مقصود کہ معاذ اللہ اس سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی توہین لازم آتی ہے تو صریح باطل ہے۔ یہ حکایت اگر صحیح بھی ہو تو دعا کا مقصود اس میت کا عذاب سے نجات پانا تھا۔ وہ بہت زیادہ ہو کر حاصل ہوا۔ کہ تمام گورستان بخشا گیا۔ مولیٰ علی کی دعا کا ہی یہ اثر ہوا کہ صدیق اکبر کا موئے مبارک ہوا وہاں لے گئی جس سے سب کی مغفرت ہوگئی۔ تو یہ رد دعا ہوا یا اصلی درجے قبول ! اور فرض کیجئے کہ حکمت الٰہی نے اس وقت دعائے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو قبول کے تیسرے اعلیٰ درجہ میں رکھا یعنی آخرت میں اس کا ثواب ذخیرہ فرمایا (کہ قبول دعا کے تین درجے ہیں)(۱) جو مانگا مل جانا (۲) اس کے برابر بلا کا دفع ہونا یہ اس سے بہتر ہے (۳) اس کا ثواب آخرت کے لئے جمع رہنا یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اور اس موئے مبارک کو ذریعہ مغفرت کر دیا۔ کہ وہ کریم مسلمان کی پیری سے حیاء فرماتا ہے اور مسلمان بھی کونسا؟ سردار جملہ مسلمین ، ابوبکر صدیق ، جن کی نسبت حدیث ہے ، کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیری کو اپنی امت کی مغفرت کے لیے وسیلہ کیا'' کہ الٰہی ابوبکر کا صدقہ میری امت کے بوڑھوں کو بخش دے'' تو اس میں معاذ اللہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کیا توھین ہوئی ! مگر جاہلانہ مت سب سے جدا ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ افریقہ :ص:۱۶۵۔۱۶۶۔ مطبوعہ :فاروقیہ بکڈ پو۔ دھلی)

﴿۶﴾ **روایت :۔** ایک کتاب '' گلزار وحدت '' ہے جس کے صفحہ ۱۲۰ پر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اس رباعی کو منسوب کیا گیا ہے۔

لا آدم فی الکون و لا ابلیس　　لا ملک سلیمان و لابلقیس
فما لکل عبارۃ وانت المعنی　　یا من ھو للقلوب مقناطیس

یعنی نہ تو آدم ہے نہ شیطان ہے ، جہاں میں نہ ملک سلیمان علیہ السلام کا نہ بلقیس کا پھر یہ سب عبادت ہیں اور تو اس عبادت کا معنی ہے ، اے وہ کوئی جو واسطے دلوں کے لوہ چگا ہے۔ یہ حکایت و رباعی درست ہے یا نہیں؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا لکھتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت جو وہ ملعون حکایت نقل کی ہے ، محض کذب و افتراء و ساختہ ابلیس لعین ہے۔ (فتاویٰ رضویہ :۶/۱۹۸)

﴿۷﴾ **روایت :۔** ایک مرتبہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو؟ آپ نے جواباً عرض کیا کہ ایک پردہ سے آواز آتی ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اٹھا کر دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردہ کو اٹھاؤں ! آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اٹھا کر دیکھنا ! حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا ، کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ کے اندر خود حضور اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں اور عمامہ سر پر باندھے ہیں اور شیشہ سامنے رکھا ہے اور فرما رہے ہیں کہ میرے بندوں کو یہ ہدایت کرنا۔ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے اگر غلط ہے تو اس کا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت داخل ہے

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا لکھتے ہیں۔

'' یہ روایت محض جھوٹ اور کذب وافتراء ہے ، اور اس ، کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ ، اور اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ :۶/۴۴)(۳)

﴿۸﴾ **روایت :۔** حضور نبی اکرم ﷺ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت خانہ پر تشریف لائے آپ کی سوئی گر گئی تھی وہاں اندھیرا تھا اس کو وہ تلاش کر رہی تھیں تاریکی کی وجہ سے نہ ملتی تھی حضور نے تبسم فرمایا دندان اقدس کی روشنی سے وہ سوئی مل گئی ، حضور نے خیال فرمایا میرے دانت ایسے روشن ہیں کہ آج تک کسی کے ایسے نہ ہوئے اس تکبر کی وجہ سے حضور کے دندان اقدس جنگ احد میں شہید ہوگئے؟

﴿۹﴾ **روایت:۔** حضور نبی اکرم رات رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے اس وجہ سے پاؤں شریف پر ورم آ گیا کسی صاحب نے عرض کی کہ حضور پتھر آگ میں گرم کر کے سینکیں حضور نے جس وقت پتھر آگ میں ڈالا اس نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی حکم ہوا کہ اس کا بدلہ تجھ کو دیں گے۔ان الفاظ سے توہین ہوئی یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کس حد تک، یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں یا غلط؟ اس کے بیان کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ اور سامعین پر اس کا گناہ ہے یا نہیں اگر ہے تو وہ کس طرح اس گناہ سے بری ہوں؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا لکھتے ہیں۔

''پہلی روایت کہ تبسم فرمانے سے سوئی مل گئی یہاں تک ٹھیک ہے۔اس کے بعد جو اس بیان کرنے والے نے بڑھایا وہ صریح کذب وافتراء ہے، اور اس کے ساتھ جو اس نے حضور اقدس ﷺ کی نسبت معاذ اللہ تکبر کا لفظ کہا وہ صریح کفر ہے وہ ایمان سے نکل گیا، اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی جیسے مجمع میں اس نے وہ ناپاک ملعون لفظ کہا اسے حکم ہے کہ ویسے ہی مجمع میں توبہ کرے اور اسلام لائے، اگر نئے سرے سے مسلمان نہ ہو تو مسلمانوں کو اس سے سلام وکلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کی شادی، غمی میں شریک ہونا حرام، بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازہ پر جانا حرام، اسے غسل وکفن دینا حرام، اس کے جنازہ کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، مرنے کے بعد اسے ثواب پہونچانا حرام، بلکہ اس کے کفر پر مطلع ہو کر جو کوئی اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرے گا اور مسلمان جانے گا بلکہ اس کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔

''شفائے ''امام قاضی عیاض و''بزازیہ''و''ذخیرۃ العقبیٰ''و''مجمع الانہر''و''در مختار''وغیرھا میں ہے ''من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر''

اور وہ جو دوسری روایت پتھر کی اس نے بیان کی وہ بھی محض جھوٹ اور اس کا افتراء ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو وہ روایت اس پر جہنم کے پتھر برسائے گی، وہ لوگ جو ایسے کو بیان کرنے کے لیے بٹھاتے ہیں اور اس کا بیان سنتے ہیں سب سخت گنہگار ہیں اور اس پہلی روایت کو سن کر پسند کیا تو وہ پسند کرنے والے سب اس کی مثل کافر ہو گئے اور ان کی عورتیں نکاح سے نکل گئیں ان پر توبہ

فرض ہے اور ہدایت اللہ کے ہاتھ، واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ:۱۳۵/۶، ۱۳۶)

﴿۱۰﴾ **روایت:۔** ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اخی تم کو اپنے مقام سے یہاں تک آنے میں کتنا وقفہ ہوتا ہے؟ عرض کیا حضور دستار مبارک کا پیچ تمام نہیں فرمانے پائیں گے کہ غلام اپنے مقام سے یہاں حاضر ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جہاں سے تم کو حکم ملتا ہے وہاں پردہ پڑا ہے جاؤ اس کو اٹھا کر دیکھو ادھر آنحضرت ﷺ نے دستار مبارک زیب سر فرمانا شروع کی، جبرئیل علیہ السلام نے مقام مذکور پر پردہ اٹھا کر دیکھا تو حضور ﷺ پٹکا زیب سر فرمارہے ہیں، پھر زمین پر آ کر اسی طرح پٹکا زیب سر فرماتے ہوئے دیکھا، اسی استعجاب میں چند مرتبہ آئے گئے، حیران ہو کر عرض کیا حضور پھر مجھے کیوں دوڑایا جاتا ہے، جب یہاں بھی آپ اور وہاں بھی آپ اور مثل ان کے؟

لھذا ایسے مضامیں کا سننا پڑھنا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟ کسی سے اس بارے میں جھگڑا قصہ نہیں ہے اپنا عقیدہ صاف کرنے کی غرض سے یہ تکلیف دی جاتی ہے۔

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

یہ روایت محض کذب وباطل ومردود و موضوع وافتراء واختراع ہے 'قاتل اللہ واضعھا' اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے۔ ایسے تمام مضامین کا پڑھنا' سننا حرام ہے۔ واللہ سبحنہ' تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ۲۰۷/۶)

﴿۱۱﴾ **روایت:۔** وہ شخص زیارت رسول ﷺ سے مشرف نہ ہوگا جو حقہ پیتا ہے اگر چہ درود شریف بکثرت پڑھتا ہو؟ اور اس کا تحفہ، درود بھی حضور اقدس ﷺ قبول نہیں فرمائیں گے؟ کیا یہ روایت صحیح ہے؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

یہ جاہلانہ خیالات کہ حقہ پینے والا زیارت حضور پر نور رحمۃ للعلمین ﷺ سے معاذ اللہ محروم ہے یا حضور رحمت عالم ﷺ معاذ اللہ اس کا تحفہ درود شریف قبول نہیں فرمائیں گے دروغ بے فروغ اور حضور سید عالم ﷺ پر افتراء ہے، بہت بندگان خدا حقہ پینے والے خواب میں زیارت جمال

جہاں آرائے حضور اقدس ﷺ سے بارہا مشرف ہوئے اور حضور رؤف ورحیم ﷺ نے غایت کرم مہربانی کے کلمات ارشاد فرمائے۔ ''قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا'' (۱۷:۱۰۰)

''اے محبوب! فرمادیں اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔

(فتاویٰ رضویہ: ۲۵/۱۰۴۔ مطبوعہ: پور بندر، گجرات)

﴿۱۲﴾ **روایت:۔** نماز غفیرا کی بابت ''ذکر الشھادتین'' میں دیکھا ہے کہ حضرت سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے واسطے مغفرت کی بتائی تھی مجھے اس نماز کی تلاش ہے میں چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی اس مسئلہ پر التفات مبذول فرما کر ترتیب نماز سے اطلاع دیجئے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

یہ روایت محض بے اصل ہے، حضرت نے کوئی نماز اس پلید کی مغفرت کے لئے اس کو تعلیم نہ فرمائی (فتاویٰ رضویہ: ۱۲/۲۹۰)

﴿۱۳﴾ **روایت:۔** حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں مبتلا کیا انہیں ایسا مرض ہو گیا کہ پورا بدن معاذ اللہ کوڑھ وجذام یا ایسے زخم وآبلے کا شکار ہو گیا کہ ان زخموں وآبلوں میں کیڑے پڑ گئے جس سے لوگ نفرت کرنے لگے وہ اللہ کا شکر ادا کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اس روایت کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

''انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہر اس امر سے منزہ ہیں جو باعث نفرت خلق وننگ وعار وبدنامی ہو جنون وجذام وبرص ودنائت نسب وزنائے امہات وازواج''

(احکام شریعت حصہ سوم ص ۲۸۸)

﴿۱۴﴾ **روایت:۔** ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت ﷺ کے وقت میں شراب پی اور حالت نشہ میں نماز میں سورۃ غلط پڑھی، اور یہ بھی بیان کیا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالت نشہ میں ایک اونٹنی بلا ذبیحہ کا دل اور جگر کھایا۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسبت امر مذکور کا بیان کرنے والا اگر اس سے شان اقدس مرتضوی پر لعن چاہتا ہے تو خارجی ناصبی مردود جہنمی ہے ورنہ بلا ضرورت شرعیہ عوام کو پریشان کرنے والا سفیہ احمق بدعقل بے ادب ہے (۴)۔ یہی حال سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ہے، بلکہ اس میں قائل نے جھوٹ ملایا ہے (۵) اسے توبہ لازم ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ: ۱۰/۸۴۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

﴿۱۵﴾ **روایت:۔** ایک شخص نے آج یہ بیان کیا کہ ایک نام کے دو آدمی ہوں تو ایسا ہو جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ جس کی قضاء آئی ہو تو فرشتے دوسرے آدمی کی روح قبض کر لیتے ہیں! اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ وقوعہ میرے روبرو کا ہے کہ ایک کی جان قبض کر لی گئی، اور چند منٹوں کے بعد وہ زندہ ہو گیا اور اس نام کا اس محلّہ کے قریب میں ایک شخص تھا وہ مر گیا۔ جو شخص اول مر گیا تھا اس سے حال دریافت کیا تو اس نے بہت کچھ قصہ بیان کیا۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

یہ محض غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے حکم میں غلطی نہیں کرتے۔ " قال اللہ تعالیٰ: وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ " فرشتے وہ کرتے ہیں جو انہیں حکم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ: ۴/۱۲۴)

﴿۱۶﴾ **روایت:۔** امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چند آدمی حاضر ہوئے عرض کیا یا امام ہم ایک مسجد بنواتے ہیں کچھ آپ تبرکاً عنایت فرمائیے کہ برکت ہو۔ امام صاحب نے پہلے چہرہ سائلین سے پھیر کر خراب منہ بنالیا اور ایک درہم نکال کر دے دیا دوسرے روز وہ شخص آئے اور وہ درہم واپس دے کر کہنے لگے کہ حضرت لیجئے یہ درہم کھوٹا ہے اس کو بازار قبول نہیں کرتا، امام صاحب نے وہ درہم لے کر رکھ لیا اور فرمایا خوش ہو کر کہ خراب ہے وہ پیسہ جو گارے پتھر میں خرچ ہووے۔

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

یہ شیطانی خیال ہیں اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حکایت نقل کی وہ محض کذب، دروغ اور شیطانی گڑھت ہے (فتاویٰ رضویہ: ۵۹۰/۳)(۶)

﴿۱۷﴾روایت:۔ شخصے می گوید کہ سوائے قصہ ابن الصیاد رسول مقبول ﷺ با دجال ملاقات کردہ بودند، دجال برصورت خود کہ بوقت خروج باشدہ بود، وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممانعت آنحضرت گوش نہ کردہ برآں دجال تلوار زدہ بودند، اما بردجال نہ افتادہ برپیشانی مبارک حضرت عمر رضی اللہ عنہ افتادہ بود، بنابرآں ازآں پیشانی مبارک بے انتہا خون جاری شدہ بود، وہم برآں نشانے باقی ماندہ بود، ایں روایتش صحیح است یا غلط؟

ایک شخص کہتا ہے کہ ابن صیاد کے قصے کے علاوہ رسول مقبول ﷺ نے دجال کے ساتھ ملاقات کی جبکہ دجال اپنی اصلی حالت پر تھا جیسا کہ خروج کے وقت وہ ہوگا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور کی ممانعت پر کان نہ دھرتے ہوئے دجال کو تلوار ماردی جو اس کو نہ لگی بلکہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر جالگی جس سے بہت زیادہ خون جاری ہوا، اور پیشانی پر زخم کا نشان باقی رہا کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

''ایں کذب وافترائے محض است مانا کہ از مختلقات اہل رفض است قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ (المنٰفقون: ۶۳/۴) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ: ۲۱۶/۱۲۔ مطبوعہ ممبیٰ)

یہ محض جھوٹ اور افتراء ہے اور یقیناً رافضیوں کی من گھڑت روایتوں میں سے ایک ہے اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

﴿۱۸﴾روایت:۔ محرم کی دس تاریخ تھی کہ حضرت مولانا سید عبدالرزاق ہانسوی قدس سرہ ایک تعزیہ کے ساتھ ہولئے جو جلاہوں کا تھا اور مصنوعی کربلا میں دفن کرنے کے لئے لوگ لئے جاتے تھے آپ کی وجہ سے آپ کے خدام ومریدین بھی ساتھ ہولئے، کربلا تک ساتھ ساتھ رہے بلکہ دیر تک قیام فرمایا کچھ دنوں بعد خاص مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہولئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا۔

﴿۱۹﴾روایت:۔ انہیں بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دن عاشورہ کو مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی اسی طرح سر برہنہ نیچے تشریف لے آئے اور ایک تعزیہ کے ساتھ ہولئے اس دفعہ بھی لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت سیدۃ النساء تشریف فرماتھیں۔ یہ دونوں روایتیں کہاں تک صحیح ہیں۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

''دونوں حکایتیں محض غلط وبے اصل ہیں، تعزیہ داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کا قول۔ (۷) مجبورانہ حکایت بناتے ہیں۔ اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتا ہے، کوئی مولانا شاہ عبدالمجید صاحب سے، کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے، کوئی مولانا فضل الرحمٰن سے، کوئی میرے حضرت جد امجد سے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ اور سب باطل ومصنوع ہیں۔

میں تو ابھی زندہ ہوں میری نسبت کہدیا'' کہ ہم نے اسے تعزیہ شاید علم بتائے کہ ان کے ساتھ جاتے دیکھا'' اور اس حکایت کا کذب تو خود اسی سے روشن کہ فرمایا'' مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہولئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیاء کرام کا مجمع تھا سبحان اللہ جب تعزیہ ایسے معظم ومقبول ومحبوب بارگاہ ہیں کہ خود حضور پرنور امام انام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلاۃ والسلام بنفس نفیس ان کی مشایعت فرماتے ہیں ان کے ساتھ چلتے ہیں تو ان سے کچھ مطلب نہ ہونا اللہ عزوجل کے محبوب ومعظم سے مطلب نہ ہونا ہے جو ولی تو ولی کسی مسلمان کی شان نہیں!

پھر آگے تتمہ کلام ملاحظہ ہو'' کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا''

یہ کاف بیانیہ تو ہو نہیں سکتا ضرور تعلیلیہ ہے۔ یعنی حضرت امام کے ساتھ ہونے پر بھی کچھ توجہ نہ ہوئی مگر کیا کیجئے ان کے ساتھ مجمع اولیاء تھا لھذا شامل ہونا پڑا۔

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے، ہاں خوب یاد آیا ۳، جمادی الآخرہ ۱۳۲۷ھ کو تلہر سے ایک سوال آیا کہ تو نے تعزیہ داری کو جائز کردیا ہے اس خبر کی کیا حقیقت ہے؟

ایک رافضی بڑے فخر سے اس روایت کو نقل کرتا ہے ایضا تیرا اور دیگر چند علمائے بریلی کا

فتوی تیار ہوا ہے کہ آیت تطہیر کے تحت میں ازواج مطہرات داخل نہیں۔اس فتوی کی نقل اس رافضی کے پاس دیکھنے میں آئی۔فقط۔اب فرمائیے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت درکار، جب زندوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہے احیائے عالم برزخ کی نسبت جو ہو کم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ:۲۴/۴۹۷، ۴۹۸مطبوعہ:پور بندر گجرات)

﴿۲۰﴾**روایت:۔**حضرت قاسم کی شادی میدان کربلا میں ہونا جس بناء پر مہندی لگائی جاتی ہے اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟درصورت عدم ثبوت اس واقعہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کی نسبت حضرت قاسم کی طرف کرنا خاندان نبوت کے ساتھ بے ادبی ہے یا نہیں؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

نہ یہ شادی ثابت نہ یہ مہندی،سوا اختراع اختراعی کے کوئی چیز نہیں۔یہ غلط بیانی حد خاص توھین تک بالغ۔(فتاویٰ رضویہ:۲۴/۵۰۱،مطبوعہ:پور بندر گجرات)

﴿۲۱﴾**روایت:۔**اس امر کے متعلق علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ صفر کے اخیر چہارشنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضورﷺ نے مرض سے صحت پائی تھی بنابراسکے اس روز کھانا وشیرینی تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علیٰ ھذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں،کہیں اس روز کو نحس ونامبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی تڑوا لیتے ہیں اور تعویذ وچھلہ چاندی کے اس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہﷺ میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں،یہ جملہ امور بنائے صحت یابی حضرتﷺ عمل میں لائے جاتے ہیں۔لھذا اصل اس کی شرع سے ثابت ہے کہ نہیں؟اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم ثبوت گرفتار معصیت ہوگا یا قابل ملامت وتادیب؟

مجدّد اعظم،اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

''آخری چہارشنبہ کی کوئی اصل نہیں،نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالمﷺ کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدسﷺ جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔

اور مروی ہوا کہ ابتدا ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نجس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ واضاعت مال ہے۔بہر حال یہ سب باتیں بے اصل وبے معنی ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم(فتاویٰ رضویہ:۲۳/۲۷۲،مطبوعہ پور بندر گجرات)

﴿۲۲﴾**روایت:۔**یہ جو بعض جہلاء غرض ڈورے کیا کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتون جنت ہر کسی گھر ماہ ساون بھادوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈورا ان کے کان میں باندھ کر یہ کہا کرتیں کہ پوریا پکا کر فاتحہ دلا کر لانا اس کی کچھ سند ہے یا واہیات ہے؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل ومردود ہے اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت محض جھوٹ،برا افتراء ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(ایضاص:۲۷۱)

﴿۲۳﴾**روایت:۔**بروز قیامت حقہ پینے والے سے حضور اکرمﷺ روئے مبارک پھیر لیں گے اور اس کا درود شریف پڑھنا قبول نہ ہوگا،یہ بیان غلط ہے یا صحیح؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

''یہ سب دروغ کاذب ہے اور شریعت مطہرہ محمد رسول اللہﷺ پر افتراء،حقہ تو مباح ہے۔اگر بفرض غلط حرام بھی ہوتا تو اتنا گناہ نہ ہوتا،جس قدر رسول اللہﷺ پر افتراء کرنا کبیرہ شدیدہ ہے جس کے بعد بس کفر ہی کا درجہ ہے۔ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ:۲۵/۲۱۰۔مطبوعہ:پور بندر گجرات)

﴿۲۴﴾**روایت:۔**بعض لوگ حضرت پیران پیر کا پیوند دیتے ہیں،کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام پیوندی رکھتے ہیں اور جب سال کا ہوا اس کے گلے میں ہنسلی ڈالتے ہیں اور اسی طرح دو سال ۱۴ یا ۱۵ سال تک جب وہ لڑکا اس عمر تک پہنچ جاتا ہے وہ ہنسلیاں اور لڑکے کی قیمت کروا کے اس کا دسواں حصہ:نا ب پیران پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ رہتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہے گا؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

لڑکے کو ہنسلی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے۔ ''فان ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ'' (الاشباہ والنظائر:۱/۱۸۹۔الفن الاول:القاعدۃ الرابعۃ عشر)

جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔ اورلڑکے کی قیمت کرنا جہالت ہے۔ اور یہ اعتقاد ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے اگر اس معنی پر سمجھے ہیں کہ یوں کرینگے تو جئے گا ورنہ مرجائے گا تو سخت جہل بے بہود، اعتقاد مردود، مشابہ خرافات ہنود، وغیرھم کفار عنود ہے۔

ہاں! اگر ان بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر صرف اس قدر کرتے کہ مولیٰ عزوجل کے نام پر محتاجین کو صدقہ دیتے اور اس کا ثواب نذر روح پرفتوح حضور پرنور غوث الثقلین، غیث الکونین ﷺ علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کرتے اور نیت یہ ہوتی کہ رب تبارک وتعالیٰ صدقہ کے سبب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور بوجہ ایصال ثواب سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے برکات رضا و دعاء و توجہ شامل حال ہوگی اور ان پر محبوب کریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عقیدت و نیازمندی کے اظہار سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوش ہوگا اور اسی کی خوشی جالب رحمت وسالب زحمت ہوگی اور حیات نہ ہوگی مگر وقت معہود تک اور موت نہ رکے گی مگر اجل معلوم تک تو یہ اعتقاد وعمل صحیح و بے خلل ہوتے،

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔(اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدہ راستہ دکھاتا ہے۔ یعنی ھدایت نصیب فرماتا ہے)

(فتاویٰ رضویہ:۲۶۰/۲۳، مطبوعہ: پور بندر۔ گجرات)

﴿۲۵﴾ **روایت:۔** خاتون جنت بتول زھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر برہنہ سروپا ظاہر ہوں گی، اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے خون آلودہ وزہر آلودہ کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی ﷺ کا دندانِ مبارک جو جنگِ اُحد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایا پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں امت عاصی کو بخشوائیں گی صحیح ہے یا نہیں؟

مجدّدِ اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ سب محض جھوٹ اور افتراء اور کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے (۸) مجمع اولین وآخرین میں ان کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گزر فرمائیں گی، زیر عرش سے منادی ندا کرے گا ''اے اہل محشر اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ پل صراط سے گذر فرماتی ہیں پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لئے ہوئے گزر فرمائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت حصہ دوم:ص:۱۴۷)

﴿۲۶﴾ **روایت:۔** حضور سرور کائنات ﷺ کا شب معراج عرش الٰہی مع نعلین مبارک جانا صحیح ہے یا نہیں؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں۔

''یہ روایت محض باطل وموضوع ہے'' (الملفوظ حصہ دوم:ص:۹۲)(۹)

﴿۲۷﴾ **روایت:۔** بیان کیا جاتا ہے کہ شبِ معراج حضور اقدس ﷺ کو آپ کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب (ﷺ) یا ماں باپ کو بخشوا لیں یا امت کو؟ آپ نے ماں باپ کو چھوڑا اور امت اختیار کی صحیح ہے یا نہیں؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں۔

محض جھوٹ، افترا اور کذب وبہتان ہے اللہ ورسول پر افتراء کرنے والے فلاح نہیں پاتے۔ جل وعلا ﷺ (احکام شریعت حصہ دوم:ص:۱۴۸)(۱۰)

﴿۲۸﴾ **روایت:۔** بیان کیا جاتا ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے۔ آیا اس کی خبر حدیث سے ہے؟ اور کب تک زندہ رہے گا؟ اور پھر ایمان لائے گا یا نہیں؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں۔

''یہ روایت بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم'' (احکام شریعت حصہ دوم:ص:۱۵۸)

﴿۲۹﴾ **روایت:۔** داستان امیر حمزہ میں جو عمرو عیار کا ذکر ہے، یہ عمرو کون ہے؟ اور ان کی

نسبت اس لفظ کا اطلاق کیسا ہے؟

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ارشاد فرماتے ہیں۔

سیدنا عمرو بن ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں فیضی بے فیض نے جب داستان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گڑھا اس میں جہاں صدہا کارنا شائستہ واطوار ناباٗستہ مثلاً مہر نگار دختر نوشیرواں پر فریفتہ ہوکر راتوں کو اس کے محل پر کمند ڈال کر جانا، اور معاذ اللہ صحبتیں گرم رکھنا عم مکرم حضور پر نور سید عالم ﷺ اسد اللہ واسد رسولہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف نسبت کئے۔ یونہی ہزار ہا شہد پن اور مسخرگی کے بیہودہ جتن ان صحابی جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کردیئے اور انہیں معاذ اللہ عیار، زود وطرار کے لقب دے کر تخیلہ داستان، جاہل، بیچارے، تبرائی بنائے یہ اس مردک کی ناپاک بیباکی اور بیباک ناپاکی، اور خدا ورسول پر سخت جرأت تھی۔ مسلمانوں کو ان شیطانی قصوں خصوصاً اُن ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

(احکام شریعت حصہ سوم: ص:۳۰۲)

﴿۳۰﴾ **روایت:۔** ایک روایت بیان کرتا ہوں نقل است کہ روزے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در مسجد نشستہ بودند وبا تمامی اصحابان صغار وکبار وعظ وحدیث شریف بیان می فرمودند کہ وحی جبرئیل علیہ السلام در خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم درآمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از سبب بیان حدیث ووعظ بطرف وحی جبرئیل علیہ السلام متوجہ نہ شدند ووحی علیہ السلام در دل خود وسوسہ وکدورت بسیار در خاطر کردند گفت عجب است کہ کلام ربانی از جانب باری تعالیٰ با آنحضرت می رسانم الحال بامن التفات نہ کردند ہموں وقت حضرت را از روئے کشف معلوم ومفہوم شد کہ بہ خاطر جبرئیل علیہ السلام کدورت گزشت پس جبرئیل علیہ السلام را نزد خود طلبیدہ پرسید کہ اے اخی جبرئیل علیہ السلام کلام ربانی از کدام مقام بگوش می رسد گفت یا رسول اللہ بالائے عرش یک قبہ نور است بمثل حجرہ دراں جا یک سوراخ است از آنجا بگوش من آواز می رسد حضرت رسول اللہ ﷺ فرمود باز نزد آں قبہ پرواز آنجا خبر گرفتہ زود بمن برساں لیکن اندرون قبہ نہ روی چون جبرئیل علیہ السلام بموجب فرمودۂ رسول اللہ ﷺ باز رفت واندرون قبہ درآمد چہ بیند کہ اندرون قبہ نور محمد ﷺ است وحضرت

خود نشستہ اند والحال مہتر جبرئیل علیہ السلام باز بہ جلدی پرواز فرمود وبر زمین ورود نمود چہ بیند کہ رسول خدا ﷺ در ہموں مکان با اصحابان در حدیث ووعظ مشغول اند جبرئیل علیہ السلام از معائنہ ایں حال متعجب بماند وحیران گشت وشرمناک شدہ گفت کہ اے خدایا از من خطا شدہ مارا معاف فرمایند۔ (دلیل الاحسان ص:۶ تصنیف مولوی معنوی میاں عبداللہ) اب عرض ہے کہ یہ نقل اہل سنت وجماعت کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

ایک روز حضور اقدس ﷺ وعظ ونصیحت کی مجلس میں اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی درمیان حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر خدمت رسول ﷺ میں حاضر ہوئے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام وعظ ونصیحت کی وجہ سے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کی طرف متوجہ نہ ہوئے جبرئیل علیہ السلام نے کہا تعجب ہے کہ میں خداوند قدوس کا کلام لیکر حاضر ہوا اور آپ کوئی توجہ نہیں فرما رہے ہیں اسی وقت حضور اقدس ﷺ کو معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام میری وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا اے اخی وحی تمہارے کان میں کہاں سے پہونچتی ہے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عرش پر ایک حجرہ کی مثل نورانی قبہ ہے اس میں ایک سوراخ ہے وہاں سے میرے کان میں یہ آواز آتی ہے تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آپ واپس اس قبہ کی جانب جلد جاؤ اور وہاں کی خبر مجھ تک جلد پہونچاؤ لیکن قبہ کے اندر نہ جانا جب جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس ﷺ کے فرمانے کے مطابق واپس گئے کیا دیکھتے ہیں کہ قبہ کے اندر خود سرکار ﷺ جلوہ افروز ہیں اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام بہت جلد سرکار علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اسی جگہ اپنے اصحاب کے ساتھ وعظ ونصیحت اور درس حدیث کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام اس حالت سے پریشان ہوکر شرمندہ ہوئے اور کہا یا الٰہی مجھ سے غلطی ہوگئی میری غلطی کو معاف فرما۔

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

اسکے ظاہر سے جو عوام جہال کے خیال میں آئے وہ تو صاف صاف حضور اقدس ﷺ کو معاذ اللہ خدا کہنا ہے اس کے کفر صریح ہونے میں شک کیا ہے حضور اقدس ﷺ نے ہزاروں طرح

جس کا انسداد فرمایا ہے مسیح علیہ السلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئی ہمارے حضور سید یوم النشور ﷺ کے کمالات اعلی کے برابر کس کے کمال ہو سکتے ہیں جس کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال کے پرتو واجلال ہیں۔ ''من رانی فقد رای الحق'' جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا تو ان تجلیوں کے سامنے کون تھا جو ''ھذا ربی ھذا اکبر'' نہ بول اٹھتا لھذا حضور اقدس ﷺ ''بِالْمُؤمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْم'' کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی۔ کلمہ شہادت میں ''رسولہ'' سے پہلے ''عبدہ'' رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں

مزید لکھتے ہیں۔ بالجملہ رسول اللہ ﷺ باعتبار حقیقت محمدیہ علیہ افضل الصلاۃ والتحیہ جس طور پر ہم نے تقریر کی اس مرتبہ اور اس سے بدرجہا زائد کے لائق ہیں۔ مگر یہ واقعہ غلط اور باطل ہے بغیر رد کے اس کا بیان حرام ہے۔ (فتاوی افریقہ ص: ۵۷ تا ۶۰ ملخصا)

﴿۳۱﴾ **روایت:۔** ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ زنبیل ارواح کی حضرت عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیران پیر نے چھین لی تھی؟

مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

زنبیل ارواح چھین لینا خرافات مخترعہ جہال سے ہے حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام رسل ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیاء بشر سے بالاجماع افضل، مسلمان کو ایسے اباطیل واہیہ سے احتراز لازم، واللہ الھادی۔ (عرفان شریعت ص: ۱۰۲ حصہ سوم)

﴿۳۲﴾ **روایت:۔** اکثر عوام کے عقیدہ میں یہ بات جمی ہوئی کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں؟

مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں۔

جس کا عقیدہ یہ ہو کہ حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل یا ان کے ہمسر ہیں گمراہ بد مذہب ہے۔ سبحان اللہ اہلسنت کا اجماع ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ امام الاولیاء، مرجع

العرفاء، امیر المومنین، مولی المسلمین سیدنا مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے بھی اکرم وافضل واتم واکمل ہیں جو اس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں۔ نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینی۔ معاذ اللہ انکار آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ وخرق اجماع امت مرحومہ ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ مسکین اپنے زعم میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پرنور، سلطان غوثیت رضی اللہ تعالی عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل الصحابہ سے افضل بتایا حالانکہ ان بے ہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ (فتاوی رضویہ: ۲۸/ ۴۱۹، ۴۲۰)

﴿۳۳﴾ **روایت:۔** چہ می فرمایند علماء محقق دین ومفتیان مدقق پابند شرع متین دریں مسئلہ کہ اکثر عوام الناس در آخر جمعہ رمضان المبارک نماز قضاء عمری پنج وقتہ متخلف امام می خوانند درست است یا ممنوع؟ زیرا کہ نماز قضا بدون ادا ساقط و دور نمی شود، اگر کسے بروز جمعہ آخری رمضان شریف قضائے نماز تمام عمر بہ نیت قضائے عمری بخواہد کہ ادا شود تعجب است؟

علمائے دین مسئلہ ذیل میں کیا فرماتے ہیں کہ اکثر عوام رمضان شریف کے آخری جمعہ کے دن پنج وقتہ قضائے عمری امام کے پیچھے ادا کرتی ہے یہ صورت جائز ہے یا ناجائز؟ کوئی شخص رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں قضا نمازیں ایک نیت کے ساتھ قضائے عمری پڑھ لے اور یہ سمجھے کہ سب ادا ہو گئیں تعجب ہے؟

مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی لکھتے ہیں

ایں طریقہ کہ بہر تکفیر صلوات فائتہ احداث کردہ اند بدعت شنیعہ در دین نہادہ اند حدیثش موضوع وفعلش ممنوع وایں نیت واعتقاد باطل ومدفوع اجماع مسلمین بر بطلان ایں جہالت شنیعہ وضلالت قطعیہ قائم است حضور پرنور سید المرسلین ﷺ فرمودہ اند "من نسی صلوۃ فلیصلھا اذا ذکرھا لاکفارۃ لھا الا ذالک" (بخاری شریف: ۱/۸۴، باب من نسی صلوۃ) ہر کہ نمازے فراموش کرد چوں یاد آید آں نماز باز گزارد جز ایں مراورا کفارہ نیست، حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری در موضوعات کبیر گوید "حدیث" "من قضی صلوۃ من الفرائض فی آخر جمعۃ من رمضان کا ن ذالک جابر الکل صلوۃ فائتۃ فی

عمره الی سبعین سنة باطل قطعا لانه مناقض للاجماع الی ان شيئا من العبادات تقوم مقام فائتة سنوات الخ " (موضوعات کبیر:۴۰۷، مطبوعہ مجتبائی دہلی) (امام حجر مکی) در تحفہ شرح منہاج (الامام النووی) باز (علامہ زرقانی) در ''شرح مواہب'' (امام قسطلانی) رحمہم اللہ تعالیٰ فرمایند '' اقبح من ذالك ما اعتيد فی بعض البلاد من صلاة الخمس فی هذه الجمعة عقب صلاتها زاعمين انها تكفر صلوة العام او العمر المتروكة وذالك حرام لوجوه لا تخفىٰ " (فتاویٰ رضویہ:۶۲۱/۳)

فوت شدہ نمازوں کے کفارہ کے طور پر یہ جو طریقہ (قضائے عمری) کا ایجاد کرلیا گیا ہے یہ بدترین بدعت ہے اس بارے میں جو روایت ہے وہ موضوع ہے یہ عمل سخت ممنوع ہے ایسی نیت واعتقاد باطل ومردود، اس جہالت قبیحہ اور واضح گمراہی کے بطلان پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے حضور پرنور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''جو شخص نماز بھول گیا تو جب اسے یاد آئے اسے ادا کرلے اس کا کفارہ سوائے اس کی ادائیگی کے کچھ نہیں اسے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، اور دیگر محدثین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری ''موضوعات کبیر'' میں فرماتے ہیں جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز ادا کرلی اس سے اسکی ستر سال کی فوت شدہ نمازوں کا ازالہ ہوجاتا ہے یہ حدیث یقینی طور پر باطل ہے کیوں کہ اس اجماع کے مخالف ہے کہ عبادات میں سے کوئی شئی سابقہ سالوں کی فوت شدہ عبادات کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ اس سے بھی بدتر وہ طریقہ ہے جو بعض شہروں میں ایجاد کرلیا گیا ہے کہ جمعہ کے بعد پانچ نمازیں اس گمان سے ادا کرلی جائیں کہ اس سے سال یا سابقہ تمام عمر کی نمازوں کا کفارہ ہے اور یہ عمل ایسی وجوہ کی بنا پر حرام ہے جو نہایت ہی واضح ہیں۔

﴿علامات وضع﴾ افادہ ناظرین کے لئے مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے حوالے سے معرفت وضع کے اصول بھی ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ عام حالات میں روایات موضوعہ کی شناخت ہوسکے۔ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰) نے ''منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین'' میں اصول حدیث اور اقسام حدیث نیز رجال حدیث پر کلام کرتے ہوئے معرفت وضع کے طرق واسباب کو اکابر ائمہ حدیث کے اقوال سے مزین

کرتے ہوئے حدیث یا روایت کی موضوعیت کے پندرہ اسباب ووجوہ تحریر فرمائے ہیں۔ ذیل کی سطور میں ان اسباب کو تحریر کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ بات خوب واضح ہوجائے کہ حدیث کی موضوعیت یوں ہی ثابت نہیں ہوجاتی کہ جیسا من میں آیا کسی حدیث کو ''موضوع'' کہہ دیا بلکہ محدث بریلوی نے بڑے مضبوط دلائل و براھین سے یہ واضح کیا ہے کہ اگر کسی حدیث یا روایت میں یہ اسباب پائے جائیں گے تو ہی اس حدیث یا روایت پر ''موضوع'' کا حکم کرنا صحیح اور درست ہوگا۔

اگر یہ اسباب ووجوہ کسی روایت میں مفقود ہیں تو اسے کسی بھی صورت میں ''موضوع'' نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ ایسی روایت یا حدیث کو ''موضوع'' کہنا جس میں یہ تمام اسباب وعلل نہیں ہیں یہ تو بہت بڑی جرأت وبے باکی ہے اور ہم نے (گزشتہ صفحات) میں جو روایات نقل کی ہیں وہ انہی اسباب کی بناء پر موضوع و باطل ہیں جنہیں بیان کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ حدیث کی تمام قسموں میں ''موضوع'' ہی بدترین قسم ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں ''موضوع بالاجماع نہ قابل انجبار نہ فضائل وغیرہا کسی باب میں لائق اعتبار، بلکہ اسے حدیث کہنا ہی توسع وتجوز ہے حقیقۃً حدیث نہیں بلکہ محض مجعول وافتراء ہے'' (فتاویٰ رضویہ:۴۳۳/۲) حدیث کی موضوعیت کو ثابت کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت سیّدنا امام احمد رضا محدث بریلوی لکھتے ہیں۔

ہاں موضوعیت یوں ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کا مضمون (۱) قرآن عظیم
(۲) سنت متواترہ (۳) اجماع قطعی۔ قطعیات الدلالۃ (۴) عقل صریح (۵) حسن صحیح
(۶) تاریخ یقینی کے ایسے مخالف ہو کہ احتمال تاویل وتطبیق نہ رہے۔

(۷) یا معنی شنیع وقبیح ہوں، جنکا صدور حضور پُرنور صلوات اللہ تعالیٰ علیہ سے معقول نہ ہو، جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عبث یا سفہ یا مدح باطل یا ذمّ حق پر مشتمل ہونا۔

(۸) یا ایک جماعت جس کا عدد حد تواتر کو پہونچے اور ان میں احتمال کذب یا ایک دوسرے کی تقلید کا نہ رہے، اس کے کذب وبُطلان پر گواہی مستنداً الی الحس دے۔

(۹) یا خبر کسی ایسے امر کی ہو کہ اگر واقع ہوتا تو اس کی نقل وخبر مشہور ومستفیض ہوجاتی مگر اس روایت کے سواء اس کا کہیں پتہ نہیں۔

(۱۰) یا کسی حقیر فعل کی مدحت اور اس پر وعدہ وبشارت ، یا صغیر امر کی مذمت، اور اس پر وعید وتہدید ایسے لمبے چوڑے مبالغے ہوں جنہیں کلام معجز نظام نبوت سے مشابہت نہ رہے۔

یہ دس صورتیں تو صریح ظہور ووضوح وضع کی ہیں۔

(۱۱) یا یوں حکم وضع کیا جاتا ہے کہ لفظ رکیک وسخیف ہوں، جنہیں سمع دفع اور طبع منع کرے اور ناقل مدعی ہو کہ یہ بعینھا الفاظ کریمہ حضور افصح العرب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یا وہ محل ہی نقل بالمعنی کا نہ ہو۔

(۱۲) یا ناقل رافضی، حضرات اہل بیت کرام علی سیدھم وعلیھم الصلوات والسلام کے فضائل میں وہ باتیں روایت کرے جو اس کے غیر سے ثابت نہ ہوں۔ جیسے "لحمک لحمی ودمک دمی"

اقول: انصافاً، یونہی وہ مناقب امیر معاویہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صرف نواصب کی روایت سے آئیں کہ جس طرح روافض نے فضائل امیر المومنین واہل بیت طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں قریب تین لاکھ حدیثوں کے وضع کیں "کما نص علیہ الحافظ ابویعلی. والحافظ الخلیلی فی الارشاد.

یونہی نواصب نے مناقب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حدیثیں گڑھیں۔ کما ارشد الیہ الامام الذاب عن السنۃ احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۳) یا قرائن حالیہ گواہی دے رہے ہوں کہ یہ روایت اس شخص نے کسی طمع سے یا غضب وغیرھا کے باعث ابھی گڑھ کر پیش کر دی ہے۔ جیسے حدیث سبق میں زیادت جناح اور حدیث ذم معلمین اطفال۔

(۱۴) یا تمام کتب وتصانیف اسلامیہ میں استقرائے تام کیا جائے اور اسکا کہیں پتہ نہ چلے۔ یہ صرف اجلۂ حفاظ ائمہ شان کا کام تھا جس کی لیاقت صدہا سال سے معدوم۔

(۱۵) یا راوی خود اقرار وضع کر دے خواہ صراحۃً خواہ ایسی بات کہے جو بمنزلہ اقرار ہو۔ مثلاً ایک شیخ سے بلا واسطہ بدعویٰ سماع روایت کرے۔ پھر اس کی تاریخ وفات وہ بتائے کہ اس کا اس سے سننا

معقول نہ ہو۔

امام احمد رضا محدث بریلوی کا علمی وثوق بھی دیکھتے چلئے کہ انکی نگاہ کس قدر گہری اور مطالعہ کس قدر وسیع تھا۔ یہ بات وہی لکھ سکتا ہے جس کا مطالعہ اور علم تمام علوم وفنون اور خصوصاً علم حدیث اور فن رجال حدیث کو حاوی ہو۔ ملاحظہ کریں تحریر فرماتے ہیں؛ یہ پندرہ باتیں ہیں کہ شاید اس جمع وتلخیص کے ساتھ ان سطور کے سوا نہ ملیں۔

(فتاویٰ رضویہ: ۲/۴۴۲-۴۴۳-مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

پھر اقول کے تحت لکھتے ہیں۔

اقول: رہا یہ کہ جو حدیث ان سب سے خالی ہو اس پر حکم وضع کی رخصت کس حال میں ہے اس بات میں کلمات علمائے کرام تین طرز پر ہیں۔

(۱) انکار محض۔ یعنی بے امور مذکورہ کے اصلاً حکم وضع کی راہ نہیں، اگرچہ راوی وضاع کذاب ہی پر اس کا مدار ہو، امام سخاوی نے "فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث" میں اسی پر جزم فرمایا۔

فرماتے ہیں "مجرّد تفرّد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد الاستقصاء فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذالک بل لابدمعہ من انضمام شیء مماسیاتی"

یعنی اگر کوئی حافظ جلیل القدر کہ علم حدیث میں دریا اور اس کی تلاش کامل ومحیط ہو تفتیش حدیث میں استقصائے تام کرے اور با ایں ہمہ حدیث کا پتہ ایک راوی کذاب بلکہ وضاع کی روایت سے جدا کہیں نہ ملے تاہم اس حدیث کی موضوعیت لازم نہیں آتی جب تک امور مذکورہ سے کوئی امر اس میں موجود نہ ہو۔ (ایضاً ص: ۴۴۳)

(۲) کذاب۔ وضاع جس سے عمداً نبی ﷺ پر معاذ اللہ بہتان وافتراء کرنا ثابت ہو صرف ایسے کی حدیث موضوع کہیں گے وہ بھی بطریق ظن نہ بروجہ یقین، کہ بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے۔ اور اگر قصداً افتراء اس سے ثابت نہیں تو اس کی حدیث موضوع نہیں اگرچہ متہم بکذب ووضع ہو، یہ مسلک امام الشان وغیرہ علماء کا ہے۔ "نخبہ ونزھہ" میں فرماتے ہیں۔

"الطعن اما ان یکون لکذب الراوی بان یروی منه مالم یقله ﷺ متعمّداً لذالک اوتهمته بذالک.
الاول:هو الموضوع والحکم علیه بالوضع،انما هوبطریق الظن الغالب لابالقطع اذقد یصدق الکذوب،والثانی:هو المتروک"(ایضاً ص۴۴۴)

(۳)بہت علماء جہاں حدیث پر سے حکم وضع اٹھاتے ہیں وجہ رد میں کذب کے ساتھ تہمت کذب بھی شامل فرماتے ہیں کہ یہ کیوں کرموضوع ہوسکتی ہے حالانکہ اس کا کوئی راوی نہ کذاب نہ متہم بالکذب۔موضوع تو جب ہوتی کہ اس کا راوی متہم بالکذب ہوتا یہاں ایسا نہیں تو موضوع نہیں۔(ایضاً ص:۴۴۵)

اس تحقیقی بحث کے اختتام پر بطور فیصلہ فرماتے ہیں۔

بالجملہ اس قدر پر اجماع محققین ہے کہ حدیث جب اُن دلائل وقرائن قطعیہ وغالبہ سے خالی ہو اور اس کا مدار کسی متہم بالکذب پر نہ ہوتو ہرگز کسی طرح اسے موضوع کہنا ممکن نہیں۔جو بغیر اس کے حکم بالوضع کردے یامشدد مفرط ہے،یا مخطی غالط،یامتعصب مغالط،والله الهادی وعلیه اعتمادی۔(ایضاً ص:۴۴۶)

کسی بھی حدیث کی موضوعیت ثابت کرنے کے لئے ان اصول واسباب کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ کوئی بات خلاف تحقیق نہ ہو۔اس حوالے سے امام اہل سنّت سیّدنا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا یہ علمی وفنّی اور تحقیقی شاہکار(منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین اور الہاد الکاف فی حکم الضعاف)آج بھی ہماری رہنمائی کرتے ہوئے ہمیں راہ اعتدال دکھاتا ہے نیز آپ کے معتمد خاص ملک العلما حضرت علامہ مولانا محمد ظفر الدین رضوی بہاری علیہ الرحمۃ و الرضوان کی عظیم کتاب ''صحیح البہاری'' کا ''تحقیقی مقدمہ'' بھی علمی افادہ سے خالی نہ ہوگا۔

﴿تعلیقات﴾

(۱)

(۱) امام اجل حضرت قاضی عیاض مالکی (۵۴۴) لکھتے ہیں "فمما احتج به من لم يوجب عصمة جميعهم قصة هاروت وماروت وماذكر فيها اهل الاخبار ونقلة المفسرين ،وماروى عن على وابن عباس فى خبر هماوابتلائهما"

فاعلم! اكرمك الله ان هذه الاخبار لم يرو منهاشىء" لاسقيم" ولاصحيح" عن رسول الله ﷺ وليس هو شيئاًيو خذبقياس والذى منه فى القرآن اختلف المفسرون فى معناه' .وانكر ماقال بعضهم فيه كثير من السلف وهذه الاخبار من كتب اليهود وافتراأتهم"

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی :۲/۱۷۵-فصل: فی القول فی عصمۃ الملائکہ-مطبوعہ-بیروت)

جو سارے ملائکہ کی معصومیت کو واجب قرار نہیں دیتے ان کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہاروت ماروت کا قصہ ہے اور جو کچھ اس کے بارے میں ارباب تاریخ اور ناقل مفسرین نے کیا اور وہ ان فرشتوں کے بارے میں ابتلائے آزمائش کی روایت کو حضرت علی وابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے-اللہ تعالی آپ کو عزت وعظمت سے سرفراز فرمائے -آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان دونوں روایتوں میں سے کوئی بھی روایت خواہ وہ درجہ صحت کو پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو-وہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی نہیں ہے۔علاوہ ازیں یہ ایسی بات بھی نہیں جسے قیاس سے سمجھ لیا جائے اور قرآن مجید میں منقول آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے۔اور بعض نے جو کہا اکثر سلف نے اس کی تردید کی ہے البتہ یہ بات پایۂ تکمیل تک پہونچ چکی ہے کہ یہ قصہ یہودیوں کے افترات وبہتان سے ہے

(۲) حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۴) لکھتے ہیں "فهذه القصة قصة ركيكة يشهد كل عقل سليم بنهاية ركاكتها" (تفسیر کبیر :۱/۲۵۵) یہ قصہ انتہائی رکیک ہے جس کی رکاکت پر ہر عقل سلیم شاہد ہے۔

(۳) حضرت علامہ امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی (۷۴۵) لکھتے ہیں "بان ما نقله المفسرون واهل الاخبار فى ذلك لم يصح عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم منه شئى وهذه الاخبار انما اخذت من اليهودوقد علم افتراؤ هم على الملائكة والانبياء وقد ذكر الله عزوجل فى هذه الايات" (تفسیر الخازن:۱/۶۶)

مفسرین اور اہل تاریخ وسیر نے قصہ ھاروت وماروت کے بارے میں جو نقل کیا ہے اس میں سے کچھ بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت وصحیح نہیں ہے اور بیشک یہ خبریں یہودیوں سے لی گئی ہیں اور جان لیا گیا کہ یہ ان کا انبیاء وملائکہ پر افتراء اور بہتان ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے ان آیات میں فرمایا ہے۔

(۴) حضرت علامہ ابن کثیر (۷۷۴) لکھتے ہیں "وحاصلها راجع فى تفصيلها الىٰ اخبار بنى اسرائيل اذليس فيها حديث مرفوع،صحيح،متصل الاسنادالى الصادق المصدوق المعصوم الذى لاينطق عن الهوىٰ،وظاهرسياق القران اجمال القصّة من غيربسط ولااطناب فنحن نومن بماوردفى القران علىٰ مااراده الله تعالىٰ.والله اعلم بحقيقة الحال" (تفسیر ابن کثیر:۱/۱۳۹)

اور ان روایات کا حاصل یہ ہے کہ ان کی اصل بنی اسرائیل کی روایات واخبار سے ہے اس لئے کہ اس بارے میں کوئی بھی حدیث مرفوع،صحیح،اور حدیث متصل الاسناد سرکار علیہ السلام سے ثابت نہیں ہے کیونکہ وہ ایسی باتوں سے معصوم ہیں اور قرآن حکیم کا ظاہری سیاق وسباق بھی اس قصہ ھاروت ماروت کے اجمال پر مشتمل ہے نہ کہ اس قدر تفصیل کے ساتھ۔ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو قرآن میں وارد ہوا اور حقیقت حال کی کیفیت کو اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

(۵) حضرت امام قاضی ناصر الدین بیضاوی (۷۹۱) لکھتے ہیں "وماروى انهما مثلا لبشرين وركب فيهما الشهوة فتعرضالامرأةيقال لها زهرة فحملتهما على المعاصى والشرك ثم صعدت الى السماء

بماتعلمت منهما فحكى عن اليهود ولعله من رموز الاوائل وحله لايخفى عن ذوى البصائر ''(تفسیر بیضاوی:۱/۹۶)

جو بیان کیا جاتا ہے کہ دوفرشتوں میں شہوت ڈالی گئی تو انہوں نے زہرہ نامی عورت کے ساتھ گناہ کیا اور شرک میں مبتلا ہوئے، پھر وہ عورت ستارہ بن کر آسمان پر چڑھ گئی یہ دونوں باتیں یہود کی بیان کردہ ہیں جو ذی عقل سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

(۶) حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی (۷۹۱) تحریر کرتے ہیں ''واما هاروت وماروت فالاصح انهما ملكان لم يصدر عنهما كفر ولا كبيرة''
(شرح العقائد للنسفی ص:۱۰۴ کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

ہاروت ماروت صحیح قول کے مطابق دو فرشتے ہیں لیکن ان دونوں سے کفر اور کبیرہ گناہ صادر نہیں ہوا۔

(۷) حضرت علامہ امام قاضی ابی السعود محمد بن محمد العمادی (۹۵۱) لکھتے ہیں ''فمما لا تعويل عليه لما ان مداره رواية اليهود مع ما فيه من المخالفة لادلة العقل والنقل (تفسير ابى السعود: ۱/۱۳۸)

اس بات کو نہیں بدلا جاسکتا کہ ان روایات کا دارومدار یہود کی افترات وروایات سے ہے باوجود یہ کہ یہ بات عقل ونقل کے بھی خلاف ہے۔

(۸) حضرت علامہ امام احمد شہاب الدین خفاجی مصری (۱۰۷۰) شفاشریف کی مذکورہ بالاعبارت کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''(وهذه الاخبار)'' التى ذكرها بعض المفسرين منقولة (من كتب اليهود) فى الاسرائيليات (وافترائهم) اى كذبهم على الانبياء الله تعالى و ملائكته عليهم الصلاة والسلام''
(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض:۴/۲۳۲ مطبوعہ پوربندر گجرات)

اور یہ روایتیں جن کو بعض مفسرین نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا یہ یہودیوں کی کتابوں سے نقل شدہ ہیں اور ان کی افترات سے ہیں، یعنی ان یہودیوں کا انبیاء وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام

پر کذب کا الزام ہے۔ یہی علامہ موصوف دوسری جگہ اس واقعہ کی روایت ودرایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ واعلم ان ماذكر المصنف رحمة الله عليه فى قصة هاروت وماروت من انها لا اصل لها بحسب الرواية ولا من جهة الدراية على ما هو والاصح من ملكيتهم لانهم معصومون والملك المعصوم لايليق ان ينسب اليه ماذكر من المعاصى ونحوها مما مر مردود'' (ایضاً ص ۲۳۷)

یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہاروت اور ماروت کے بارے میں جو ذکر کیا ہے اس کی روایت اور درایت دونوں کے اعتبار سے کوئی اصل نہیں ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ وہ فرشتے ہیں اور فرشتے معصوم ہوتے ہیں اور معصوم فرشتے کی جانب گناہ اور نافرمانی کو منسوب کرنا مردود وباطل ہے۔

(۹) مفسر قرآن حضرت علامہ اسمٰعیل حقی حنفی (۱۱۳۷) لکھتے ہیں ''ہاروت ماروت کے متعلق جو مشہور ہے کہ (معاذ اللہ) انہوں نے شراب پی اور خونریزی کی، اور زنا کیا، اور ایک شخص کو قتل کیا، اور بت کو بھی سجدہ کیا، یہ بات قابل اعتماد نہیں، کیوں کہ اس کا دارومدار یہود کی روایت پر ہے'' (تفسیر روح البیان:۱/۴۱۲۔ اردو، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

(۱۰) عارف باللہ حضرت علامہ شیخ احمد صاوی مالکی (۱۲۲۳) تحریر فرماتے ہیں۔ ''لانه لم تثبت روايتها الاعن اليهود'' (حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین:۱/۴۶۔ مطبوعہ ممبئی)

یہود کے سوا اس کی روایات ثابت نہیں۔

(۱۱) حضرت علامہ مولانا قاضی ثناء اللہ مظہری دہلوی (۱۲۲۵) لکھتے ہیں ''وائمة النقل لم يصححوا لهذه القصة ولا اثبتوا روايتها عن على ولا عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما .قال العاصى ان هذه الاخبار لم يرو منها شئى صحيح ولا سقيم عن النبى ﷺ قال وهذه الاخبار من كعب اليهود وافترائهم'' (تفسیر مظہری:۱/۱۰۹)

اور جن ائمہ تفسیر نے اس قصہ کو نقل کیا وہ خود اس کی صحت کے قائل نہیں ہیں اور اس کی روایت کو

حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت نہیں مانتے عاصی نے کہا بیشک ان خبروں میں سے کوئی بھی روایت خواہ وہ درجہ صحت کو پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو وہ حضور اقدس ﷺ سے مروی نہیں ہے اور کہا یہ روایتیں کعب یہودی کی افترات سے ہیں۔

(۱۲) شارح شرح العقائد عمدۃ المتکلمین حضرت علامہ محمد عبدالعزیز الفرہاروی (۱۲۳۹) لکھتے ہیں "واما الاثار المروية في قصة زهرة فقال الامام الرازي والقاضي عياض والقاضي البيضاوي موضوعة او منقولة عن مفتريات اليهود" (نبراس شرح شرح العقائد: ۲۸۹)

زہرہ کے قصہ کے بارے میں جو آثار مروی ہیں وہ حضرت امام فخر الدین رازی اور حضرت قاضی عیاض مالکی اور حضرت قاضی بیضاوی علیہم الرحمۃ والرضوان کے نزدیک یا تو موضوع ہیں یا وہ یہودیوں کے افترآت سے ہیں۔

﴿عصمت ملائکہ پر اہلسنت کے دلائل﴾ عقیدۂ عصمت ملائکہ پر ان آیات بینات کو بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

(۱) "لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ" (التحریم: ۶/۲۶) "جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں" (کنز الایمان)

(۲) وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ " وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ (الصفت: ۳۷/۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶) اور فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا مقام معلوم ہے اور بیشک ہم پر پھیلائے حکم کے منتظر ہیں، اور بیشک ہم اس کی تسبیح کرنے والے ہیں" (کنز الایمان) ان آیات مقدسہ کے تحت عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور زمانہ تفسیر الصاوی شریف میں رئیس المفسرین، حبر الامت حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں "قال ابن عباس رضي الله تعالى عنه مافي السموٰت والارض موضع شبر الا وعليه ملك يصلي ويسبح، قيل: ان هٰذه ثلث آيات نزلت ورسول الله ﷺ عند سدرة المنتهى فتاخر جبرئيل فقال النبي ﷺ: اهٰهنا تفارقني، فقال

جبرئيل: ما استطيع ان أتقدم عن مكانه هٰذا، وانزل الله تعالىٰ حكاية عن الملائكة "وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ" "

(تفسیر صاوی: ۳/۳۲۶ مصری)

رئیس المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آسمان میں ایک بالشت کے برابر بھی کوئی جگہ نہیں ہے جس پر کوئی فرشتہ نماز، تسبیح و تحلیل نہ کرتا ہو۔ کہا گیا یہ تینوں آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جب کہ رسول محترم ﷺ سدرۃ المنتہی کے پاس تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام پیچھے ہٹنا چاہے تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا آپ مجھ سے جدا ہونا چاہتے ہیں اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی میں اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور اس وقت اللہ عزوجل نے اتارا واقعہ ملائکہ کا بیان کرتے ہوئے اور ہم میں سے اس کے لئے ایک مقام معلوم ہے۔

(۳) "يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ" (الانبیاء: ۲۱/۲۰)

رات دن اسکی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے" (کنز الایمان)

حضرت کعب احبار نے فرمایا کہ ملائکہ کے لئے تسبیح ایسی ہے جیسے بنی آدم کے لئے سانس لینا" (تفسیر جلالین حاشیہ ۱۰ ص ۲۷۱)

(۴) "اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ" (الاعراف: ۷/۲۰۶)

بیشک وہ تیرے رب کے پاس ہیں اس کی عبادت کرتے ہیں، تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں" (کنز الایمان) اس آیت کریمہ کے تحت "جلالین" میں ہے "اي الملائكة لايتكبرون ينزهونه عما لايليق به اي يخصونه بالخضوع والعبادة فكونوا مثلهم" (ص: ۱۴۷)

یعنی فرشتے تکبر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی ہر اس چیز سے پاکی بولتے ہیں جو اس کی شایان شان نہیں یعنی خضوع وعبادت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ تو اے لوگو ان کی طرح ہوجاؤ۔

(۱) عارف حق حضرت قاضی عیاض اندلسی مالکی (۵۴۴) عصمت ملائکہ پر اپنی تحقیق پیش کرنے کے بعد اپنا موقف اس طرح تحریر کرتے ہیں "والصواب عصمة جميعهم وتنزيه نصابهم الرفيع عن جميع ما يحط من رقبتهم ومنزلهم عن جليل مقدار هم"

(الشفاء:۲/۱۷۵۔ فصل: فی القول فی عصمة الملائکة۔ مطبوعہ بیروت)

درست اور راجح قول یہی ہے کہ تمام ملائکہ معصوم ہیں اور ان کے بلند مراتب اس کمزوری اور کمی سے صاف وشفاف ہیں جن سے ان کے مراتب اعلیٰ پر کوئی حرف آئے

(۲) حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۴) عصمت ملائکہ پر جمہور کا قول تحریر فرماتے ہیں۔

"اَلْجَمْهُوْرُ الْاَعْظَمُ مِنْ عُلَمَاءِ الَّذِيْنَ اتَّفَقُوْا عَلٰى عِصْمَةِ كُلِّ الملائكة عن جميع الذنوب" (تفسیر کبیر:۱/۳۸۹۔ مطبوعہ بیروت)

جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فرشتے تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔

(۳) حضرت علامہ امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی (۷۴۵) لکھتے ہیں "اجمع المسلمون علیٰ ان الملائكة معصومون فضلاً"

(تفسیر الخازن:۱/۶۶) عصمت ملائکہ پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(۴) علامہ احمد شہاب الدین خفاجی (۱۰۷۰) تحریر فرماتے ہیں "فهم معصومون عن جميع الذنوب كبيرها وصغيرها ولا يجوز ذالك عليهم ولا يقدرون عليه" (نسیم الریاض:۴/۲۲۹ مطبوعہ برکات رضا)

پس وہ تمام ملائکہ چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم ہیں اور ان پر قطعاً گناہ کا جواز نہیں کیا جاسکتا اور وہ فرشتے گناہ پر قادر نہیں ہوتے۔

(۵) حضرت علامہ ملا احمد جیون (۱۱۳۰) لکھتے ہیں "وقد اجمع العلماء علىٰ عصمتهم حتىٰ اولوا قصة هاروت وماروت بانهالم يرتكبا الكبيرة بل يعلمان الناس السحرويقولان انمانحن فتنة وفلا تكفر"

(تفسیرات الاحمدیہ:۳۴۱)

عصمت ملائکہ پر علماء کرام کا اجماع واتفاق ہے یہاں تک کہ ھاروت وماروت کے قصہ کی بھی تاویل کی گئی ہے اور کہا گیا کہ ان دونوں نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ وہ تو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور کہتے تھے ہم تو آزمائش میں ہیں تم نافرمانی مت کرو۔

(۶) حضرت علامہ اسمٰعیل حقی (۱۱۳۷) لکھتے ہیں "ومذهب العلماء اخراج الملائكة عن التكليف والوعد والوعيد وهم معصومون كالانبياء بالاتفاق" (تفسیر روح البیان:۲/۴۹۰)

اور تمام علماء عظام کا مذہب ملائکہ کو مکلف ہونے اور ڈرانے دھمکانے سے علحدہ ماننا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہیں۔

(۷) عارف باللہ حضرت سیّدی عبدالغنی نابلسی (۱۱۴۱) فرماتے ہیں "الملائكة عليهم السلام (عن الارتكاب بمعصية) صغيرة وكبيرة، كالانبياء معصومون (حدیقة ندیہ شرح طریقہ محمدیہ:۱/۲۹۰)

ملائکہ گناہ کے ارتکاب میں (چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ) انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہیں۔

اب جب یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہوگئی کہ تمام ملائکہ معصوم ہیں اور ان سے گناہ کا صدور ناممکن ومحال ہے تو پھر "ہاروت وماروت" کے متعلق جو واقعہ مشہور ہے اس کے بارے میں علماء ومحققین کا یہ موقف بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ بھی دیگر فرشتوں کی طرح معصوم ہیں۔ مناسب ہوگا کہ اس واقعہ کو بھی بیان کردیا جائے تاکہ کسی طرح کا کوئی شبہ نہ رہے۔

﴿قصہ ہاروت وماروت﴾ یہ واقعہ کچھ اس طرح منقول ہے کہ جب دنیا میں برائیاں اور بداعمالیاں زیادہ وقوع پذیر ہونے لگیں اور انسان طرح طرح کے افعال شنیعہ وقبیحہ کا مرتکب ہوا تو اس وقت فرشتوں نے خدائے تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہوئے عرض کی اے ہمارے خالق و مالک! تو نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا پھر بھی وہ تیری نافرمانی کرتا ہے اور گناہوں میں ملوث ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں بھی وہ دیدیا جائے جو انسان کو دیا گیا ہے (نفس، شہوت، غصہ) تو تم بھی یہ سب کر بیٹھو گے! ملائکہ نے عرض کی ہرگز نہیں ہم ایسا نہ کریں گے جو انسان کررہا ہے اور تیری نافرمانی بھی نہیں کریں گے! تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ صحیح ہے تو

اپنے میں دو فرشتے چن لو جو تم میں متقی و پرہیزگار ہوں ،تو فرشتوں نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں (ھاروت ماروت) کو پیش کیا پھر اللہ تعالی نے ان کے اندر (نفس ،شہوت ،غصہ) کو رکھا اور زمین پر اترنے کا حکم صادر فرمایا کہ دنیا میں جاؤ اور لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کر کے حق بات کہو اور ان کو کفر وشرک ،قتل اور زنا ،اور شرب خمر وغیرہا سے منع کرو نیز اللہ تعالی نے ان کو اسم اعظم بھی سکھایا جس کے ذریعہ سے وہ روزانہ آسمان پر واپس جاتے تھے ان کا یہ معمول تقریباً ایک ماہ رہا (صبح آتے اور شام کے وقت واپس چلے جاتے) ایک دن آسمان پر چڑھتے وقت ان کی نگاہ ایک حسین وجمیل عورت پر پڑی جس کا نام زہرہ تھا۔تو ان دونوں (ہاروت ماروت) کو وہ بہت پسند آئی اور وہ اس پر فدا ہو گئے پھر انہوں نے اس کو چاہا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے آپ میرے سرتاج سے اجازت طلب کریں اگر وہ اجازت دیں تو ٹھیک ہے؟انہوں نے اس کے شوہر سے اجازت مانگی تو اس نے انکار کر دیا۔اور کہا کہ وہ پہلے میرے شوہر کو قتل کریں تو انہوں نے اس کے شوہر کو بھی قتل کر دیا اس کے بعد بھی اس نے انکار کر دیا۔اور کہا پہلے وہ شراب پئیں تو انہوں نے شراب بھی پی لی پھر انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا بعدہٗ اس نے کہا پہلے وہ میرے بت کو سجدہ کریں انہوں نے اس کے بت کو سجدہ بھی کر دیا اس کے بعد بھی اس نے انکار کر دیا اور کہا پہلے وہ مجھے اسم اعظم کی تعلیم دیں انہوں نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کو زہرہ ستارہ بنا دیا۔بعد میں جب ان دونوں کو ہوش آیا تو انہوں نے اسم اعظم پڑھنا چاہا لیکن وہ اس کی طاقت نہ رکھ سکے تو وہ دونوں حضرت ادریس علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اور فرمایا:

کہ تم دونوں عذاب کے مستحق ہو بولو کونسا عذاب پسند کرتے ہو دنیا کا یا آخرت کا؟تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو ترجیح دی۔اس وقت وہ دونوں فرشتے بابل (عراق) کے ایک کنوئیں میں معلق ہیں اور فرشتے روز قیامت تک انہیں کوڑے مارتے رہیں گے" (حاشیہ تفسیر جلالین ۲/ص ۱۶) یہ واقعہ عصمتِ ملائکہ کے خلاف ہے اور اس کی صحت وثقاہت سے عقیدۂ عصمتِ ملائکہ میں خلل وفرق واقع ہوتا ہے جس کی بناء پر علمائے محققین اور شارحین حدیث اور مفسرین کرام نے اس کی صحت کا شدّت سے انکار کیا اور کہا یہ واقعہ اسرائیلیات سے تعلق رکھتا ہے۔اور یہ

بھی ان کی سازشوں کی ایک اہم کڑی ہے جو یہودی اہل اسلام کے خلاف کرتے آئے ہیں۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ شرعی نقطۂ نظر اور روایت ودرایت کی رو سے بھی مخالف عقیدۂ اہلسنت سے ہے جیسا کہ حضرت علامہ امام احمد شہاب الدین خفاجی (۱۰۷۰) لکھتے ہیں "قصة هاروت وماروت من انها لااصل لهابحسب الرواية ولامن جهة الدراية" (نسیم الریاض:۴/۲۴۷)

ہاروت اور ماروت کے قصہ کی حقیقت روایت اور درایت کے اعتبار سے بھی کچھ نہیں ہے۔باقی رہی وہ روایت جو حضور اقدس ﷺ سے مروی ہے "حدثوا عن بني اسرائيل ولاحرج" (بخاری:۱/۴۹۱،رقم:۳۳۴۲،کتاب الانبیاء) اسرائیلی روایات کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔اس سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے احوال یا علماء بنی اسرائیل کی مرویات جو ہماری شریعت طاہرہ سے مزاحم ومخالف نہ ہوں انہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ،یہی جمہور سلف وخلف علماء اہلسنت وجماعت کثرہم اللہ تعالی یوما فیوما کا موقف ونظریہ ہے۔

مگر جو اسرائیلی روایات ہماری شریعت مطہرہ کے مخالف ومزاحم ہوں گی وہ لائق اعتقاد اور قابل عمل نہ ہوں گی بلکہ ان اسرائیلی مرویات کی ہم تکذیب کرتے ہیں۔انہی مرویات میں سے یہ قصہ "ہاروت ماروت" بھی ایک ہے۔مزید واقعہ مذکور کی روایت ودرایت کے اصول وضوابط کے اعتبار سے تردید کرتے ہوئے محشی تفسیر بیضاوی لکھتے ہیں "اتفقوا على عصمة الملائكة عليهم الصلاة السلام وعدوا من المحالات ان يمسخ الانسان كوكباأكبر من الارض بكثير"

(تفسیر بیضاوی:۱/۹۱۔حاشیہ۔۱۰)

ملائکہ کی عصمت پر اتفاق ہے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ انسان کی شکل بدل کر اسے زمین سے بڑا ستارہ کر دیا جائے۔

قصہ ہاروت ماروت کے رد وابطال پر اور بھی دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ہم صرف انہی اکابر علماء محققین کی تحقیقات پر اکتفاء کرتے ہیں۔مولائے قدیر ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

(۲)

امیر المومنین ،خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔چند آیات مع ترجمہ وتفسیر پیش قارئین ہیں۔

(۱) وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى (الیل:۹۲/۱۷تا۲۱)

''اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو، اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ،صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے، اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا'' (کنزالایمان)

'' قال ابن الجوزی : اجمعوا انها نزلت فی ابی بکر ،ففیها التصریح بانه اتقی من سائر الامة، والاتقیٰ هو الاکرم عندالله ،لقوله تعالیٰ :اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ '' (الحجرات:۴۹/۱۳) والاکرم عندالله هو الافضل فنتج انه افضل من بقیة الامة ولا یمکن حملها علی علیّ خلافا لما افتراه بعض الجهلة لان قوله (وما لاحد عنده من نعمة تجزی)یصرفه عن حمله علیٰ علیّ لان النبی ﷺ رباه فله علیه نعمة ای نعمة تجزی واذا خرج علیّ تعین ابو بکر للاجماع علی ان ذالک الاتقی هو احد هما لا غیر'' (الصواعق المحرقة فی الرد علی اہل البدع والزندقة ص:۹۱،۹۲ مطبوعہ استانبول۔اور ایسا ہی ''تفسیر کبیر:۳۱/۲۰۵'') میں ہے۔

امام ابن جوزی نے فرمایا: تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں اور ان میں یہ بھی تصریح ہے کہ پوری امت میں اتقی وہی ہیں۔اور اتقی وہ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ومحترم ہوتا ہے۔جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے(بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا ہو جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو)اور اکرم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہے۔پس خلاصہ یہ کہ سیدنا ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیہ تمام امت سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہیں، اور یہ ممکن ہی نہیں کہ اس بات کو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محمول کر لیا جائے جیسا کہ بعض جہلہ (روافض: غالی شیعہ) کہتے ہیں کیونکہ اس جگہ پر اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا'' اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے''

(۲) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:'' ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا '' (التوبہ:۹/۴۰)۔صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں (کنزالایمان)

حضرت امام محدث ابن حجر الہیتمی المکی قدس سرہ فرماتے ہیں ''اجمع المسلمون علی ان المراد بالصاحب هنا ابو بکر ومن ثم من انکر صحبته کفر اجماعاً'' (الصواعق المحرقة فی الرد علیٰ اہل البدع والزندقة ص:۹۲)

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت بالا میں صاحب سے مراد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں، اور آپ کی صحابیت کا انکار کرنا یہ بھی اجماعی کفر ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:'' وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ '' (الزمر:۳۹/۳۳)۔اور وہ جو یہ سچ لیکر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں'' (کنزالایمان)

ابن بزار اور ابن عساکر، امام فخر الدین رازی اور صاحب مدارک اور صاحب روح البیان رضی اللہ عنہم نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے''ان علیا رضی الله تعالیٰ عنه قال فی تفسیرها الذی جاء بالحق ''هو محمد'' والذی صدق به ''ابوبکر'' قال ابن عساکر هکذا الروایة بالحق ولعلها قراءة لعلیّ''

(الصواعق المحرقة ص:۹۲،۹۳)

حضرت سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ومروی ہے کہ ''حق'' سے مراد (حضوراقدس ﷺ) ہیں اور ''صدق بہ'' (یعنی جس نے تصدیق کی) سے مراد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور امام ابن عساکر نے فرمایا حق کے ساتھ جو روایت منقول ہے وہ حضرت علی کی قرأت سے ہے۔

احادیث میں بھی حضور رحمت عالم ﷺ نے اپنے یار غار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوب مناقب بیان فرمائے ہیں، چند پیش قارئین ہیں۔

''عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما عن النبیّ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلّم قال: لو کنت متخذاً من امّتی خلیلا لاتخذت ابابکر، ولٰکنّ اخی وصاحبی'' (بخاری: ۱/۵۱۶۔ رقم: ۳۵۲۶ کتاب المناقب)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اگر میں اپنی امّت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صاحب ہیں''۔

''عن عائشۃ ام المومنین انّہا قالت: انّ رسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلّم قال فی مرضہ مروا ابابکر یُصلی بالناس قالت عائشۃ قلت انّ ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمرّ عمرُ فلیصل للنّاس فقالت عائشۃ فقلت لحفصۃ قولی لہ انّ ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمرّ عمرُ فلیصل فقالت عائشۃ قلت لحفصۃ قولی لہ انّ ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمرّ عمرُ فلیصل للنّاس ففعلتُ حفصۃ فقال رسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلّم ''مہ'' انّکنّ لانتنّ صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل للنّاس'' (بخاری: ۱/۹۳، رقم: ۶۷۔ کتاب الآذان)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وصال میں ارشاد فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ لوگوں

کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ کثرت گریہ کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکیں گے آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ حضور ﷺ سے عرض کریں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کے مقام مصلّٰی پر کھڑے ہوں گے تو وہ کثرت گریہ کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکیں گے آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا حضور ﷺ نے فرمایا رُک جاؤ بے شک تم صواحب یوسف کی طرح ہو ابوبکر کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

''عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ انّ امراءۃً سئلت رسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم شیئاً فامرھا ان ترجع الیہ فقالت: یارسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم ارایت ان جئت فلم اجدک؟ قال ابی: کانہا تعنی الموت۔ قال: فان لم تجدینی فاتی ابابکر'' (مسلم: ۲/۲۷۳، کتاب فضائل الصحابہ)

حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کسی چیز کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے اسے دوبارہ آنے کا حکم فرمایا اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں تو؟ (محمد بن جبیر فرماتے ہیں) میرے والد نے فرمایا گویا وہ عورت آپ ﷺ کا وصال مراد لے رہی تھی۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔

''عن محمد بن الحنیفۃ قال: قلت لابی: ای الناس خیر بعد رسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم قال: ابوبکر قلتُ ثم من قال: عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال: ما انا الا رجل من المسلمین'' (بخاری: ۱/۵۱۸، رقم: ۳۵۳۹۔ کتاب المناقب)

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں نے اپنے والد (حضرت علی) سے دریافت کیا کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر میں نے کہا ان کے بعد؟ انہوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ تو میں نے اس خوف سے کہ اب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے خود ہی کہہ دیا کہ پھر آپ ہیں آپ نے فرمایا نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام مسلمان ہوں۔

اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات الٰہی انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی (۹۰۲) لکھتے ہیں "ولیس فی هٰذا کله مایقدح فی اجماع اهل السنه من الصحابة والتابعین فمن بعدهم علیٰ انّ افضل الصحابة بعدالنّبیّ صلیٰ اللّٰه علیه وسلم علیٰ الاطلاق :ابوبکرثم عمررضی اللّٰه تعالیٰ عنهماوقدقال ابن عمررضی اللّٰه تعالیٰ عنهماکنّانقول ورسول اللّٰه صلیٰ اللّٰه علیه وسلّم حیٌّ افضل هٰذه الامة بعدنبیّهاابوبکروعمروعثمان فیسمع ذٰلک رسول اللّٰه صلیٰ اللّٰه علیه وسلم فلاینکره" (المقاصد الحسنہ: ۱۲۲)

اہل سنت و جماعت کے اس اجماع میں جو صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سے منقول ہے کسی طرح کی کوئی قباحت نہیں کہ بے شک حضور اقدس ﷺ کے بعد مطلقاً حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل و اکرم ہیں۔

اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہم حضور رحمت عالم ﷺ کی حیات ظاہری میں کہتے تھے کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں ہماری اس بات کو سرکار ﷺ نے سماعت کیا مگر کبھی اس پر انکار نہیں فرمایا۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱) لکھتے ہیں "اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعدرسول اللهﷺابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی" (تاریخ الخلفاء ص۴۴) اہلسنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ سرکا ﷺ کے بعد لوگوں میں حضرت ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی افضل ہیں

اور عقائد اہلسنت و جماعت کی مستند و معتبر کتاب (شرح عقائد نسفی) میں علامہ سعد الدین تفتازانی (۷۹۱) لکھتے ہیں" مبحث افضل البشر بعد نبینا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی و خلافتهم ای: نیابتهم عن الرسول فی اقامة الدین بحیث یجب علی کافة الامم الاتباع علی هذاالترتیب ایضاً یعنی : ان الخلافة بعد رسول الله ﷺ لابی بکر ثم لعمر ثم عثمان ثم لعلی رضی الله تعالیٰ عنهم" (ص۱۰۸)

ہمارے سرکا ﷺ کے بعد سب سے افضل سیدنا ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کی نیابت کو رسول اللہ ﷺ سے دین کو قائم کرنے میں تسلیم کرنا اسی ترتیب سے پوری امت پر واجب ہے یعنی خلافت کے حقدار سرکار کے بعد سیدنا ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہوئے۔

مجدّد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اہل سنت و جماعت نصرھم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی میں سب سے افضل ہیں، تمام امم عالم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و وجاہت و قبول و کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔" "وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ" (الحدید:۲۹/۵۷) اور یہ کہ فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (کنزالایمان)

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدھم و مولاھم والہ وعلیہم و بارک وسلم اس مذہب پر

آیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پرنور نبی کریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم وارشادات جلیلہ واضحہ امیرالمومنین مولیٰ علی مرتضیٰ ودیگر ائمہ اہلبیت طہارت وارتضا واجماع صحابہ کرام وتابعین عظام وتصریحات اولیائے امت وعلمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل باھرہ وحجج قاھرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہوسکتا (فتاوی رضویہ۱۱/۱۴۶)

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ السامی مزید تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ عزوجل کی بے شمار رحمت ورضوان وبرکت امیرالمومنین اسد حیدر، حق گو،حق داں،حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی پر کہ اس جناب نے مسئلہ تفضیل کو بغایت مفصل فرمایا اپنی کرسی خلافت وعرش زعامت پر برسرمنبر مسجد جامع مشاہد ومجامع وجلوات عامہ وخلوات خاصہ میں بطرق عدیدہ تامدت مدیدہ سپید وصاف ظاہر وواشگاف محکم مفسر بے احتمال دگر حضرات شیخین کریمین وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت مرحومہ سید لولاک ﷺ سے بہتر وافضل ہونا ایسے روشن وابین طور پر ارشاد کیا جس میں کسی طرح شائبہ شک وتردد نہ رہا مخالف مسئلہ کو مفتری بنایا اسّی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا۔ حضرت سے ان اقوال کریمہ کے راوین اسّی سے زیادہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (فتاوی رضویہ:۱۱/۱۴۷)

حضرت امام ابن حجر مکی مالکی (۹۷۴) حضرت علقمہ سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں۔

"عن ابراھیم عن علقمة قال بلغ علیا اناقواما یفضلونه علیٰ ابی بکر وعمر فصعد المنبر فحمدالله واثنیٰ علیه ثم قال یاایھاالناس انه بلغنی ان اقواما یفضلوننی علیٰ ابی بکر وعمر ولوکنت تقدمت فیه لعاقبت فیه فمن سمعته بعدھذاالیوم یقول ھذافھو مفتر علیه حدالمفتری ثم قال ان خیر ھذه الامة بعدنبیھا ابوبکر ثم عمر ثم الله اعلم بالخیر بعد قال وفی المجلس الحسن فقال والله لوسمی الثالث لسمی عثمان" (الصواعق المحرقہ:۸۴،۸۵)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم

کو خبر پہونچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرات صدیق وفاروق رضی اللہ عنھما سے افضل بتاتے ہیں یہ سن کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے حمد وثنائے الٰہی بجالائے پھر فرمایا اے لوگو مجھے خبر پہونچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابوبکر وعمر سے افضل بتاتے ہیں اس بارے اگر میں نے پہلے سے حکم سنادیا ہوتا تو بے شک سزادیتا آج سے جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد (یعنی اسّی کوڑے) لازم ہے پھر فرمایا بے شک حضور نبی کریم ﷺ کے بعد افضل امت حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر پھر خدا خوب جانتا ہے کہ انکے بعد سب سے بہتر کون ہے علقمہ فرماتے ہیں مجلس میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر تیسرے آدمی کا نام لیتے تو وہ حضرت عثمان کا نام لیتے۔

"واخرج الدار قطنی عنه لااجد احداًفضلنی علی ابی بکر وعمر الاجلدته حد المفتری" (الصواعق المحرقہ ص:۸۴)

دارقطنی نے بیان کیا اگر میں کسی کو اس حال میں پاؤں کہ وہ مجھے حضرت ابوبکر وعمر پر فضیلت دیتا ہے تو میں اسے مفتری کی سزادوں گا۔

"واخرج الدار قطنی من طرق ان بعضھم مر بنفر یسبون الشیخین فاخبر علیاوقال لو لا انھم یرون انک تضمر مااعلنو اما اجترؤواعلی ذالک فقال علی:اعوذ بالله رحمھاالله ثم نھض فاخذ بید ذالک المخبر وادخله المسجد فصعد المنبر ثم قبض علی لحیته وھی بیضاء فجعلت دموعه تتحادر علی لحیته وجعل ینظر البقاع حتی اجتمع الناس ثم خطب خطبةً بلیغةً من جملتھاما بال اقوام یذکرون اخوی رسول الله ﷺ ووزیریه وصاحبیه وسیدی قریش وابوی المسلمین وانا بری مما یذکرون وعلیه معاقب" (الصواعق المحرقہ ص:۸۸)

دارقطنی میں بیان کیا گیا بعض لوگ حضرات شیخین کو گالی دے رہے تھے جب اس بات کی سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ان کو دیکھ لیتے تو اس کو

چھپاتے جس کا تم اعلان کرتے ہو اور ایسا کہنے کی جرأت وہمت نہیں کرتے آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں خداوند قدوس ان دونوں پر رحم فرمائے پھر آپ نے مخبر کا ہاتھ پکڑا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں داخل ہوئے آپ نے اپنی داڑھی مبارک کو پکڑا اس حال میں کہ وہ سفید تھی۔ اور منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئی جس کی وجہ سے آپ کی داڑھی بھی تر ہو گئی پھر آپ نے مسجد کے صحن کی طرف ایک نظر کی دیکھا کہ لوگوں سے پوری مسجد بھر گئی ہے پھر آپ نے ایک فصیح وبلیغ خطبہ دیا اور فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وزیروں اور آپ کے مصاحبوں کو برائی سے یاد کرتے ہیں وہ تو قریش کے سردار اور مسلمانوں کے پیشواء ہیں اس بارے میں جو کچھ کہا جا رہا ہے میں اس سے بری ہوں ایسا کہنے والے پر عذاب الٰہی ہے۔

﴿رافضیوں (غالی شیعوں) کے کفریات اوران کا حکم﴾

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهماوالعیاذبالله تعالیٰ فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم الله تعالیٰ وجهه علی ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه لا یکون کافرا الا انه مبتدع"

(فتاویٰ عالمگیری:۲/۲۶۴ الباب التاسع فی احکام المرتدین)

جو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو معاذ اللہ برا کہے کافر ہے اور اگر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتائے وہ کافر نہ ہوگا مگر وہ گمراہ ہے۔

اسی میں ہے "من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه فهو کافر وعلی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر" چند سطور کے بعد پھر اسی میں ہے "هولاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین کذا فی الظهیریه

(ایضا)

جو شخص حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت وامامت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور بعض کے قول پر گمراہ ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ کافر ہے یہ خارجی رافضی قوم اسلام سے نکلی ہوئی ہے اور انکے احکام مرتدین کے احکام کی مثل ہیں جیسا کہ؛ فتاویٰ ظہیریہ میں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰) لکھتے ہیں "شیعہ تین قسم ہیں:

(ا) غالی: کہ منکر ضروریات دین ہوں، مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتائیں، بیاض عثمانی کہیں، یا امیر المومنین مولا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یا ربُّ العزّت جلّ وعلا پر بدع یعنی حکم دیکر پشیمان ہونا، پچتا کر بدل دینا یا پہلے مصلحت کا علم نہ ہونا بعد کو مطلع ہو کر تبدیل کرنا مانیں، یا حضور پُر نور سید المرسلین ﷺ پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھیں، الیٰ غیر

ذالک من الکفریات (اسکے علاوہ دیگر کفریات) پر یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں اوران کے احکام مثل مرتد۔ ''فتاویٰ ظہیریہ'' و''فتاویٰ ھندیہ'' و''حدیقہ ندیہ'' وغیرھا میں ہے''احکامھم احکام المرتدین ''(ان کے احکام مرتدین والے ہیں)۔آج کل کے اکثر بلاد بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفریہ سابقہ میں ان کے عالم، جاہل، مرد، عورت، سب شریک ہیں۔الا ماشاء اللہ۔

(۲) تبرائی: کہ عقائد کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اورصرف سب صحابہ رضی اللہ عنھم کا ارتکاب کرتا ہوان میں سے منکران خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنھما اورانھیں برا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر ومرتد ہیں۔''نص علیہ فی الخلاصۃ والھندیۃ وغیرھما'' (خلاصہ اورھندیہ وغیرہ میں اس پر نص ہے) مگر مسلک محقق و متکلمین ہے کہ یہ بدعتی، ناری، جھنمی، کلاب النار ہیں مگر کافر نہیں۔

(۳) تفضیلی: کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو خیر سے یاد کرتا ہو خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی امامت برحق جانتا ہو صرف امیر المومنین مولا علی کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے افضل مانتا ہوانہیں کفر سے کچھ علاقہ نہیں بدمذہب ضرور ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ:۱۱/۳۴۵، ۳۴۶ مطبوعہ پوربندر گجرات)

حضرت امام فخر الدین رازی (٦٠٦) اھل سنت وجماعت کو ھدایت یافتہ گروہ اوراس کے نجات یافتہ ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں''نحن معاشر اھل السنۃ بحمد اللہ رکبنا سفینۃ محبۃ اھل البیت واھتدینا بنجم ھدیٰ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنرجوا النجاۃ ودرکاۃ الجحیم''(مرقات المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح:۵/٦١٠)

بحمدہٖ تعالیٰ ہم اھل سنت وجماعت محبت اھل بیت کی کشتی پر سوار ہیں اور ھدایت کے چمکتے ہوئے ستارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے ھدایت پائے لھذا ہم لوگ قیامت کی ہولناکیوں اور جھنّم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

(۴)

ذیل کی سطور میں ہم وحی کا لغوی معنی اوراس کی شرعی تعریف نیز اس کے نزول کی کیفیت وحالت تحریر کرتے ہیں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ وحی کے متعلق ارشاد فرماتا ہے''وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ''(الشوریٰ:۴۲/۵۱)

''اور کسی آدمی کو نہیں پہونچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر، یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو، یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم پر وحی کرے جو وہ چاہے، بے شک وہ بلندی وحکمت والا ہے''(کنز الایمان)

حدیث پاک میں وحی کی کیفیت وحقیقت یوں بیان فرمائی گئی۔

''عن عائشۃ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا انّھا قالت انّ الحارث ابن ھشام سال رسول اللّٰہ ﷺ فقال یارسول اللّٰہ کیف یاتیک الوحیُ؟ فقال رسول اللّٰہ ﷺ:احیانًا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھواشدّہُ علیّ فیفصم عنّی وقدوعیتُ عنہ قال:واحیاناً یتمثّلُ لی الملک رجُلاً فیکلّمُنی فأعیٰ مایقولُ قالت عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا:ولقدرایتُہُ ینزلُ علیہ الوحیُ فی الیوم الشدید البرد فیُفصم عنہُ وانّ جبینہٗ لیتفصّدُ عرقاً''(بخاری:۱/۲رقم:۲)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا حضور کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ توفرمایا کبھی گھنٹی کی آواز کے مثل آتی ہے اور یہ مجھ پر سب سے زیادہ سخت ہے، فرشتہ جوکچھ کہتا ہے اس کو میں یاد کرلیتا ہوں تو یہ کیفیت دور ہوجاتی ہے۔اور کبھی فرشتہ مرد کی شکل میں آکر مجھ سے کلام کرتا ہے جوکچھ وہ کہتا ہے اسے میں یاد کرلیتا ہوں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سخت جاڑے کے دن میں وحی اترتی تو نزول وحی کے اختتام پر جبین

اقدس ﷺ پسینہ پسینہ رہتی۔

اصحاب لغت نے ''وحی'' کے بے شمار معانی بیان کئے ہیں۔ ہم صرف علامہ مجد الدین (۸۱۷) فیروز آبادی کی تحقیق ھدیہ قارئین کرتے ہیں۔

(۱) اشارہ کرنا (۲) لکھنا (۳) مکتوب (۴) رسالۃ (۵) الہام (۶) کلام خفی۔

(قاموس: ۴/۵۷۹، مطبوعہ بیروت۔ بحوالہ: تبیان القرآن: ۱/۴۳)

شارح بخاری حضرت علامہ بدرالدین عینی حنفی (۸۵۵) وحی کا شرعی معنی لکھتے ہیں ''الوحی فی اصطلاح الشّریعة هوكلام الله المنزّل علىٰ نبىّ من انبيائه''۔ (عمدۃ القاری شرح البخاری: ۱/۱۴) اصطلاح شریعت میں اللہ تعالیٰ کے نبیوں، میں سے کسی نبی پر جو کلام نازل کیا جاتا ہے وہ وحی ہے''

شارح بخاری حضرت علامہ احمد بن محمد الخطیب القسطلانی (۹۲۳) وحی کا شرعی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''فی اصطلاح الشرع اعلام الله تعالىٰ انبيائه الشئ امابكتاب اوبرسالة ملك اومنام اولالهام''

(ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری: ۱/۴۱)

اصطلاح شریعت میں وحی اسے کہتے ہیں کہ اللہ ربّ العزّت اپنے رسولوں کو کتاب کے ذریعہ یا فرشتہ کے ذریعہ یا نیند میں یا الہام کے ذریعہ احکام سکھائے۔

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ حسن زبیدی (۱۲۰۵) لفظ ''وحی'' کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اصل الايحاء ان يّسر بعضهم الىٰ بعض كمافي قوله تعالىٰ:يوحى بعضهم الىٰ بعض زخرف القول غرورا(الانعام:۶/۱۱۲)هذااصل الحرف ثم قصّراوحاهُ علىٰ معنىٰ الهمه.فقال ابواسحاق اصل الوحى فى اللغة اعلام فى خفاء ولذلك صارالالهام يسمىّ وحياً.قال الازهرى وكذلك الاشارة والايماءُ يسمّىٰ وحياً.والكتابة تسمّى وحياً''(تاج العروس: ۱۰/۳۸۵)

یعنی ایحاء کا اصل معنی تو ہے رازداری میں کسی سے کچھ کہنا قرآن کریم میں ہے (ان

میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کو۔ (کنز الایمان)

یہ اس کا اصلی معنیٰ ہے پھر کبھی اس کا اطلاق صرف الہام پر ہوتا ہے۔ ابو اسحاق کہتے ہیں وحی کا اصلی لغوی معنیٰ پوشیدہ طور پر کسی کو کوئی چیز بتا دینا ہے۔ اسی وجہ سے الہام کو بھی وحی کہتے ہیں۔ اشارہ کرنے اور لکھ کر کوئی چیز دینے کو بھی وحی کہتے ہیں، کیوں کہ اس میں بھی تیسرے آدمی کو خبر نہیں ہوتی۔ حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی نے (المواھب اللدنیہ: ۱/ ۲۰۵ تا ۲۰۷) میں اور علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی نے (المفردات ص ۵۱۵، ص ۵۱۶ ملخصاً) میں اور امام جلال الدین سیوطی شافعی قدس سرہ نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں وحی کے نزول کی کیفیت وحالت کے مختلف طریق بیان فرمائے ہیں۔ ہم ذیل میں صرف امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱) کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

(۱) اَنْ يَّاْتِيَهُ الْمَلِكُ فِي مِثْلِ صَلصَلَةِ الْجَرَسِ۔ فرشتہ کا گھنٹی کی آواز کی طرح آنا۔

(۲) اَنْ يَنْفُث فِي رَوْعِه الْكَلَامُ نَفْثاً ۔ قلب میں کلام الٰہی القاء کر دیا جائے۔

(۳) اَنْ يَاْتِيَهُ فِي صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيُكَلِّمَهُ۔ فرشتہ کسی مرد کی شکل میں آ کر کلام کرے۔

(۴) اَنْ يَاْتِيَهُ الْمَلَكُ فِي النَّوْمِ۔ فرشتہ نیند کی حالت میں آئے۔

(۵) اَنْ يُكلمه الله إمافي الْيَقْظَةِ ۔ اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا حالت بیداری میں۔

(الاتقان فی علوم القرآن ۱/۱۴۳ ۔ النوع السادس فی کیفیۃ انزالہ)

وحی کے ان مراتب واقسام اور نزول وحی کی کیفیات کو جب بعض تنگ نظر، متعصب مستشرقین نے پڑھا جو وحی کے نزول کے وقت تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوتی تھیں تو اپنے خبث باطن کی وجہ سے یہ کہنے لگے کہ یہ تو صرع (مرگی) کے دوروں کی کیفیت تھی اور جس چیز کو مسلمان بطور عقیدت وحی الٰہی کہتے ہیں یہ اس قسم کی باتیں ہیں جو مرگی کا مریض اس مرض کے دورے کے وقت کہا کرتا ہے العیاذ باللہ! اس اعتراض کا الزامی اور علمی جواب دیتے ہوئے حضرت پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں۔

ہم ان مدعیان علم ودانش سے حق وصداقت کا واسطہ دے کر (اگر حق وصداقت نامی کوئی چیز دنیا میں موجود ہے تو) ایک بار پوچھتے ہیں کہ مرگی کے مریض ہر ملک میں ہر قوم میں ہر زمانہ

میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں ہوئے ہیں اور آج بھی اعلیٰ ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ممالک کے اسپتالوں میں بھی اس مرض کے لئے مخصوص وارڈ اس بیماری کے مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں کیا ماضی بعید میں یا ماضی قریب میں یا زمانہ حال میں اس بیماری کے بیماروں میں سے کوئی ایسا بیمار گزرا ہے جس نے کوئی محیر العقول کتاب عالم انسانیت کو دی ہو۔ جس اقدس اور اطہر ہستی نے قرآن حکیم جیسا صحیفہ، ہدایت بنی نوع انسان کو عطا فرمایا ہے اس نے روز اول سے ہی اپنے سنگ دل بے رحم اور ان گنت ناقدین اور منکرین کو چیلنج کیا کہ اگر اس کتاب کے کلام الٰہی ہونے میں تمہیں شک ہے تو تم میں سے جس کا جی چاہے اس جیسی کتاب لکھ کر پیش کرے اگر تم فرداً فرداً ایسا نہیں کر سکتے تو سارے زمانے کے فصحا، اور بلغاء سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس جیسی کتاب پیش کریں اگر پوری کتاب پیش نہیں کر سکتے تو اس کی ایک چھوٹی سی سورت جیسی کوئی سورت ہی لا کر ہی دکھائیں یہ چیلنج اسلام اور قرآن حکیم کے ہر زمانے کے ناقدین سے ہے چودہ صدیوں کا طویل عرصہ گزر چکا ہے پندرہویں بھی شروع ہو چکی ہے اسلام کو مٹانے کے لئے کون سی کوشش ہے جو دشمنان اسلام نے نہیں کی۔ جنگیں لڑی گئیں ان میں ہزاروں لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں امت مسلمہ کی جغرافیائی اور نظریاتی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے کونسا دقیقہ ہے جو فرو گزاشت کیا گیا ہو۔ سینکڑوں ہزاروں ادارے قائم ہیں ان پر کروڑوں ڈالر سالانہ خرچ ہو رہے ہیں جن میں موجودہ وقت کے نابغہ روزگار فضلاء اپنی تصنیفات کے انبار لگا رہے ہیں لیکن آج تک کسی دشمن اسلام کو کسی منکر عظمت مصطفیٰ ﷺ کی یہ جراءت نہ ہو سکی کہ اس چیلنج کو قبول کر سکے۔ زیادہ نہیں تو سورۃ الکوثر جیسی تین آیات پر مشتمل ایک سورۃ ہی پیش کر سکیں۔ خود سوچئے اگر دشمنان اسلام کے بس میں ہوتا تو کیا وہ یہ آسان کام کر نہ گزرتے لیکن منکران شان احمدی کان کھول کر سن لیں کہ وہ نہ اب تک ایسا کر سکے ہیں اور نہ تا قیامت ایسا کر سکیں گے کیوں کہ جس خداوند ذوالجلال کا یہ کلام ہے اس کا فرمان ہے "وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ" (البقرہ: ٢/ ٢٣، ٢٤)

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (کنزالایمان)

خود انصاف کرو کیا ایسی کتاب مرگی کے کسی مریض کے افکار و خیالات کا مجموعہ ہو سکتی ہے صرف فصاحت و بلاغت میں ہی یہ کتاب عدیم النظیر اور بے مثال نہیں بلکہ اپنے معانی و معارف میں بھی بے لاجواب ہے۔ جن عقائد پر ایمان لانے کی اس کتاب نے بنی نوع انسان کو دعوت دی ہے کیا شرف انسانیت کو جلا دینے کے لئے اس سے بہتر کوئی مجموعہ عقائد پیش کیا جا سکتا ہے۔ اپنے خالق کریم کے ساتھ بندگی کا رشتہ مستحکم کرنے کے لئے جو نظام عبادات قرآن کریم نے بتایا ہے کیا اس سے بہتر کوئی اور نظام عبادت تجویز کیا جا سکتا ہے۔ انسان کی انفرادی اور اجتماعی نشو و نما کے لئے جو ضابطہ اخلاق قرآن حکیم نے پیش کیا ہے کیا کوئی ماہر اخلاقیات اور نفسیات اس کے گرد کو بھی پہونچ سکتا ہے۔ سیاسی اور معاشی میدانوں میں افراط و تفریط سے بالا تر ہو کر جو حقیقت پسندانہ اصول اس کتاب مقدس نے بتائے ہیں کیا اسکی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے جب یہ ایسی حقیقتیں ہیں جو آفتاب و مہتاب سے بھی تابندہ تر ہیں تو اس کے باوجود ذات پاک مصطفیٰ ﷺ کی وحی آسمانی کے بارے میں اس قسم کے خیالات بیہودگی کی انتہا نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے

(ضیاء النبی: ٢/ ٢٠٠ تا ٢٠٣ مطبوعہ اسلامک پبلیشر دہلی)

﴿نزول وحی کے وقت کی حالت اور صلصلة الجرس کا مطلب﴾

حدیث شریف میں "گھنٹی کی آواز" کی طرح وحی کا نازل ہونا بیان فرمایا گیا ہے محدثین کرام اور شارحین حدیث کا اس میں سخت اختلاف ہے کہ اس گھنٹی سے کیا مراد ہے اور اس گھنٹی کی آواز والی کیفیت کو حضور اقدس ﷺ نے سب سے زیادہ شاق و دشوار کیوں فرمایا ہے اس کو صرف اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ ہر محقق محدث نے اپنی اپنی بصیرت و استعداد کے مطابق اس نفیس نکتہ کی توجیہ فرمائی ہے

تاہم آخری فیصلہ کسی بھی نے نہیں فرمایا کہ اس سے یہی مراد ہے۔ حضور اقدس ﷺ پر جب وحی

نازل ہوتی تھی تو اس وقت آپ کی حالت دیگر ہوتی تھی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ام المؤمنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول آیا ''میں نے دیکھا کہ سخت جاڑے (سردی)
کے دن میں نزول وحی کے اختتام پر جبین اقدس پسینہ پسینہ رہتی'' اس قدر وحی کے اندر ثقالت ہوتی
تھی جبھی اس کو سوائے نبی کے اور کوئی نہیں برداشت نہیں کر پایا۔ نزول وحی سے حضور اقدس
ﷺ پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا تھا جس کے اثر سے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا اور تنفس تیز ہو جا
تا تھا، جاڑوں میں چہرے سے پسینے کے قطرات یوں گرتے جیسے چاندی کے موتی جھڑ رہے ہو۔
حدیث میں ہے: کہ نزول وحی کے وقت اگر سوار ہوتے تو اونٹنی بیٹھ جاتی،، حتی ان راحلته
لتبرك به في الارض (المواہب اللدنیہ: ۲۰۶/۱) اسی کو حضرت محقق علی الاطلاق شیخ عبد
الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲) نے اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے ''وسخت ترین انواع وحی
آں بودی کہ نہ بایں طریق بودی تا جبین مبارک در سرمای سخت عرق میریخت وگاہی از گرانی آن
شتر سواری وی برزمین نشست،، (شرح سفر السعادت ص: ۲۵)
وحی کی سخت ترین قسموں میں یہ تھی کہ سخت سردی میں بھی جبین اقدس سے پسینے کے قطرات گرتے
تھے اور اس کی گرانی اور بوجھ سے اونٹنی بیٹھ جایا کرتی تھی۔'' ولقد جاء الوحی
مرة كذلك وفخذه على فخذ زيد بن ثابت فثقلت عليه حتى كادت
ترخها'' (المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ: ۲۰۶/۱)

زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ میری ران پر سر رکھ
کر لیٹے تھے کہ آیت کریمہ ''غیر اولی الضرر'' نازل ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ ران ٹکڑے
ٹکڑے ہو جائے گی۔ میں کہتا ہوں مہبط وحی کی وساطت نہ ہوتی تو ران اور اونٹنی کیا ہے پہاڑ باقی
نہ رہتے۔ فرمایا گیا،، لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَا
شِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔ (الحشر: ۵۹/۲۱) اور اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر
اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ تعالیٰ کے خوف سے (کنز الایمان) اللہ
اکبر! جس سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اس کے ثقل کا جو تحمل کرے اس کی قوت کا کیا ٹھکانہ؟
رہ گئی بات ''صلصلۃ الجرس'' والی کیفیت میں سب سے زیادہ شدت کیوں تھی اس کو اللہ جانے اور

اس کے رسول جانیں۔ شارحین حدیث نے مختلف نکات بیان کئے ہیں مگر سب کا اپنا اپنا ذوق ہے
اصل راز کسے معلوم؟ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی (۱۴۲۱) لکھتے ہیں
''حضور اقدس ﷺ جب کسی کو ایسی بات بتانا چاہتے جو عقل سے ماوراء ہوتی تو اس کے سمجھانے
کے لئے عالم شہادت کی کوئی مناسب مثال ذکر فرماتے۔ یہاں جب حضرت حارث نے وحی کی
کیفیت پوچھی اور اس کی یہ کیفیت عام عقول کی دسترس سے باہر تھی تو اس کو یوں سمجھایا کہ تم لوگ
گھنٹی کی آواز سنتے ہو جو تسلسل کے ساتھ آتی رہتی ہے مگر اس سے کوئی مفہوم نہیں اخذ کر سکتے۔ اس
طرح وحی کبھی اتنے جلال کے ساتھ آتی ہے کہ خطاب کی ہیبت اور ارشاد کا وزن دل پر ایسا چھا جاتا
ہے جسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ مگر اس کے باوجود جب یہ کیفیت فرو ہو جاتی ہے تو پوری
وحی محفوظ ہو جاتی ہے جیسے مسموع محفوظ ہوتی ہے،،
چند سطور کے بعد مزید لکھتے ہیں
حضور اقدس ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں ایک ظاہری جو بشری ہے دوسری باطنی جسے سوائے
ان کے رب کے کسی نے نہیں جانا ان دونوں حیثیتوں میں کبھی کسی کو غلبہ ہوتا کبھی کسی کو جب بشری
حیثیت کے غلبہ کا وقت ہوتا تو فرشتہ بشکل بشر آکر کلام کرتا ہے۔ اور جب باطنی حیثیت کا غلبہ ہوتا تو
باطنی حیثیت کے مطابق ''صلصلۃ الجرس،، والی کیفیت کے ساتھ وحی آتی''
(نزہۃ القاری: ۱/۱۸۱۔۱۸۲)

﴿یہ حجاب کیا ہے﴾

آیت کریمہ میں لفظ ''حجاب'' بھی وارد ہوا ہے جس کا لغوی معنی ''پردہ'' ہے بعض
لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ وحی کسی پردہ کے پیچھے سے آتی ہوگی حالانکہ اس ''پردہ'' سے مراد یہ دنیوی
پردہ نہیں ہے بلکہ ائمہ تفاسیر نے اس سے اور ہی معنی و مفہوم مراد لیا ہے جو ان حضرات کی قرآن فہمی
کی روشن دلیل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس میں شان الوہیت برقرار ہے۔ ذیل میں ''من ورای
حجاب،، کی چند تفاسیر تحریر کی جاتی ہیں۔
(۱) حضرت علامہ جار اللہ زمخشری (۵۳۸) لکھتے ہیں۔
''فیسمع صوته ولا یری شخصه وذلك كما كلم موسیٰ ویكلم

الملائکہ" (تفسیر کشاف:۲/۱۳۱۸۔ مطبوعہ کلکتہ) ایسا ہی (تفسیر ابی السعود ج:۸/۳۷) پر بھی ہے۔

کلام سنا جائے اور جسم دکھائی نہ دے جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ ربُّ العزّت سے کلام کیا اور فرشتے اس سے کلام کرتے ہیں۔

(۲) حضرت علامہ ابوالبرکات احمد بن محمود نسفی (۷۱۰) لکھتے ہیں۔

"ان یسمع کلاما من اللہ کما سمع موسیٰ علیہ السلام من غیر ان یبصر السامع من یکلمہ ولیس المراد بہ حجاب اللہ تعالیٰ۔لان اللہ تعالیٰ لایجوز علیہ مایجوز علیٰ الاجسام من الحجاب ولٰکنّ المراد بہ ان السامع محجوب من الرؤیۃ فی الدنیا" (تفسیر مدارک التنزیل:۴/۸۵)

اللہ تعالیٰ کا کلام سنا جائے جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سنا، اور کلام کرنے والا دکھائی نہ دے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا پردہ میں چھپنا مراد نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو جسم و جسمانیت سے پاک ومنزّہ ہے۔ اورلیکن اس سے مراد یہ ہے کہ کلام کرنے والے کو دنیا میں دیکھنا محال ہے۔

(۳) حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱) لکھتے ہیں "یسمع کلامہ ولایراہ کماکلّمہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام" (تفسیر جلالین ص:۴۲۹) اور ایسا ہی (تفسیر معالم التنزیل:۴/۱۵۳۔ اور، حاشیۃ الجمل علی تفسیر الجلالین :۴/۷۴) میں ہے۔

کلام سنا جائے اور کلیم دکھائی نہ دے جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے واقع ہوا۔

(۴) امام معقول حضرت ملا احمد جیون (۱۱۳۰) لکھتے ہیں۔

"المراد بہ ماکان من الھاتف کماکان لموسیٰ علیہ السلام، ولنبینا فی لیلۃ المعراج کان بینہ وبین اللہ حجاب من

ذھب ولولؤ بینھما مسافۃ سبعین سنۃ"

(تفسیرات الاحمدیہ ص:۴۳۶، زیر آیت کریمہ)

اس سے مراد آواز ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنی اور ہمارے نبی ﷺ کے لئے شب معراج میں آپ کے اور اللہ ربُّ العزّت کے درمیان سونے اور موتیوں کا پردہ تھا جس کے درمیان ستر سال کی مسافت تھی۔

ان حقائق اور شواہد کی روشنی میں پردہ والی روایت کا واضح طور پر بطلان ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ روایت موضوع اور بے اصل ومن گھڑت ہے۔ جس کا بیان کرنے والا کوئی کذاب ہی ہو سکتا ہے۔ اللہ عزّ وجلّ ہمیں ایسی لایعنی اور بے اصل باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۴)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شراب پینے اور قرآن مجید غلط پڑھنے کی جو روایت سائل نے دریافت کی وہ شراب کی حرمت قطعی سے پہلے کی ہے جس سے شان مرتضوی کرم اللہ وجہہ الکریم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر بھی ایسی روایات وحکایات بیان کرنے سے گریز کرنا ہی بہتر اور مناسب ہے تاکہ عوام کو کسی قسم کا خلجان وشبہ پیدا نہ ہو۔

اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰) کا اس کے بیان کرنے والے پر خارجی اور ناصبی ہونے کا حکم کرنا۔ یہ اس پر اس وقت عائد ہوگا جب اس نے یہ بطور طعن وتشنیع ایسا کیا ہو۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایسا خارجی اور ناصبی ہی کرسکتا ہے۔ اور اگر اس کی نیت طعن وتشنیع کی نہیں ہے تو اس پر یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا جیسا کہ امام موصوف علیہ الرحمہ کے اگلے حصہ جواب سے خود واضح ہے اور یہ راز لفظ ''تو'' میں بھی پوشیدہ ہے جو اہل فہم وبصیرت پر خوب روشن ہے۔

اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ ہر صاحب علم اس حقیقت سے واقف ہوگا کہ حضرات انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہ کے لئے بکریاں چرانا ثابت ہے خود حضور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مامن نبی الّا وقدرعی الغنم '' رواہ الشیخان وقد اوردہ القاضی عیاض فی الشفاء. یعنی کوئی نبی ایسے نہیں ہیں جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہو۔ اور اپنے بارے میں فرمایا ''کنت ارعاھا علیٰ قراریط لاھل مکہ'' یعنی میں مقام قراریط پر اہل مکہ کی بکریاں چراتا تھا۔ یقیناً اس میں اللہ تعالیٰ کی وہ حکمت بالغہ تھی جہاں تک عام آدمی کی رسائی نہیں ہوسکتی اس لئے اہل علم جن کا سینہ نور ایمان سے منور ہو ان کے سامنے اس قسم کے واقعات بیان کئے جائیں گے لیکن اگر کوئی اس سے تنقیص واستخفاف کا ارادہ کرے اور اس مقصد سے بیان کرے تو ہرگز اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی، چنانچہ اس کے معاً بعد ''شفاء القاضی'' میں ہے۔ ''بخلاف من قصدبہ الغضاضۃ والتحقیر'' اس کے حاشیہ میں حضرت علامہ ملا علی قاری نے یہ لکھا ہے ''ای النقص''۔ (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض: ۴/۴۲۸) یعنی نقص وکمی بتانے کے ارادے سے اسے

بیان کرنا ناجائز وحرام ہے۔

کوئی شخص اس مغالطہ وشک میں نہ رہے کہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰) نے جس روایت کو حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جانب منسوب کرنا بے ادبی وبے عقلی قرار دیا وہ روایت تو صحاح ستہ میں بھی ہے۔ پھر اس کا کیا جواب ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی بعید از قیاس ہے کہ امام احمد رضا جیسے نابغہ روزگار فقیہ ومحدث سے یہ روایت پوشیدہ رہی ہوگی ایسا بھی نہیں ہوسکتا۔ مگر وہ بطور طعن وتشنیع ایسی روایات بیان کرنا خلاف ادب وناپسندید جانتے تھے۔ اس لئے ہم اس روایت کو ذیل میں من وعن نقل کررہے ہیں تاکہ واضح اور عیاں ہوجائے کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ منہ کا یہ فعل وعمل شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے نہ کہ حرمت نازل ہونے کے بعد کا۔

''عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عن علی بن ابی طالب قال صنع لنا عبدالرحمٰن بن عوف طعاما فدعانا وسقانا من الخمر فاخذت الخمر منا وحضرت الصلوٰۃ فقدمونی فقرأت قل یا ایھا الکافرون لااعبد ماتعبدون ونحن نعبد ماتعبدون'' فانزل اللّٰہ یاایھا الذین آمنوا لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ماتقولون. ھٰذا حدیث حسن غریب صحیح

(ترمذی: ۲/۱۲۷، ابواب التفاسیر)

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ کسی صحابی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور میری دعوت کی ہم دونوں کے پینے کے لئے شراب لائی گئی تو میں نے شراب پی یہاں تک کہ نماز کا وقت آگیا تو مجھے امامت کے لئے آگے کیا گیا میں نے قرأت کی اے کافرو! نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور ہم پوجتے ہیں جو تم پوجتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک کے اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔ امام ترمذی (۲۷۹) فرماتے ہیں یہ حدیث حسن، غریب، صحیح ہے۔

''عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عن علی بن ابی طالب ان

رجلامن الانصاردعاه وعبدالرحمن بن عوف فسقاهماقبل ان تحرم الخمرفامهم علی فی المغرب وقرأقل یاایهاالکافرون فخلط فیهافنزلت لاتقربوا الصلوٰة وانتم سکاریٰ حتی تعلمواماتقولون" (ابوداؤد ص:۷/۵۱۷، کتاب الاشربہ)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کسی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف اورمیری دعوت کی تو ہم دونوں نے شراب کے حرام ہونے سے پہلے اس کو پیا حضرت علی نے نماز مغرب میں ان کی امامت فرمائی اوراس میں سورہ "قل یاایهاالکافرون" کی تلاوت فرمائی تو اس میں کچھ ملادیا تو اللہ رب العزت نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: اے ایمان والونشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک کے اتنا ہوش نہ ہوکہ جوکہواسے سمجھو۔اس کے باوجود بھی ہمیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی (۶۳۸) کا یہ ارشاد بہت پسند آیاجوان کی اہل بیت اطہار سے کمال محبت وعقیدت کی واضح دلیل ہے آپ فرماتے ہیں"فلاینبغی لمسلم ان یلحق المذمة بهم ولامایشناأعراض من قدشهدالله بتطهيرهم وذهاب الرجس عنهم" (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار:۱/۱۲۰)

کسی مسلمان کے لئے یہ جائز ومناسب نہیں ہے کہ اہل بیت نبوی کی جانب برائی کومنسوب کرے اورنہ اس سے اعراض وروگردانی کرے جوطہارت وپاکیزگی کی شہادت اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں دی اوران سے ہرناپاکی اور گندگی کو دور فرمادیا۔

(۵)

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سیدالشہداء حضرت امیرحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر ذبح کئے ہوئے اونٹنی کا گوشت کھایا ہی نہیں تھا، بلکہ ذبح کر کے ہی اونٹنی کا گوشت تناول کیا تھا جس کی تفصیل کتب سیر وتواریخ میں موجود ومرقوم ہے کہ جب حضرت امیرحمزہ عم مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب کی حرمت قطعی سے پہلے شراب پی تو اس کے بعد آپ نے اونٹنی کوذبح کر کے اس کا گوشت کھایا۔

اسی حدیث حمزہ پر تفصیلی وتحقیقی بحث کرتے ہوئے حضرت علامہ امام احمد شہاب الدین خفاجی مصری (۱۰۷۰) نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت امیرحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب کی حرمت سے پہلے شراب پی اوراس کے بعد اونٹنی کوذبح کر کے ہی اس کا گوشت تناول کیا۔جیسا کہ آپ کے الفاظ یہ ہیں"فخرج ونحرهماوجب سنامهماليأكلوه علىٰ شرابهم" اسی میں چند سطور کے بعد ہے"ولم يواخذه بماقاله في سكره(لان الخمركانت حينئذ)ای حين شربهاحمزة(غيرمحرمة)على المسلمين حتىٰ نزلت الآية فيها(فلم يكن في جنايتها)اى فيما يجنيه شاربها(اثم) لعدم تعديه بتعاطي سبب محرم" (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض:۴/۳۹۱ فصل: تقدم الکلام فی قتل القاصد لسبہ۔مطبوعہ پوربندر گجرات)

حضرت امیرحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شراب پینے کے بعد نکلے اوران دونوں اونٹنیوں کوذبح کیا اوران کی کوہانیں کاٹ ڈالیں تاکہ ان کو شراب کے بعد کھایا جائے۔حضرت امیرحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نشہ کے حالت میں جوکچھ کہا رسول اکرم ﷺ نے اس پر مواخذہ نہ فرمایا کیونکہ اس وقت تک شراب مسلمانوں پر حرام نہ تھی یہاں تک کہ اس کے بارے میں آیت حرمت نازل ہوئی۔لھذا شارب خمر پر کوئی گناہ نہ تھا اس لئے کہ کسی سبب حرام کے ارتکاب سے زیادتی نہیں ہوئی ہے۔

(۶)

راقم السطور نے جب حضرت علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی (۹۷۴) کی مستند کتاب ''الخیرات الحسان'' (جس کا اردو ترجمہ خلیفہ اعلیٰ حضرت، ملک العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ظفر الدین رضوی علیہ الرحمہ نے کیا ہے اسی کا نسخہ اس وقت راقم کے پیش نظر ہے) کا مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہونچا کہ شیخ موصوف نے جہاں امام الائمہ، کاشف الغمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (۱۵۰) کے دیگر فضائل و مناقب اور آپ کی علمی وفقہی خدمات کو بیان فرمایا وہیں امام موصوف کے جود و سخا کا ایک مستقل باب باندھ کر اپنے قارئین کو یہ تأثر دینے کی کوشش فرمائی ہے کہ امام اعظم بخیل نہیں تھے بلکہ وہ تو بہت بڑے سخی و غنی تھے در پر آنے والے کو کبھی محروم نہیں لوٹاتے تھے۔ ہزاروں یتیموں، بیکسوں اور کمزوروں کی مدد کرتے تھے راہ خدا میں بے حساب صدقہ و خیرات کرتے تھے، ذیل میں اس کے چند اقتباسات تحریر کئے جاتے ہیں ''بہت سے حضرات نے فرمایا کہ امام اعظم سب لوگوں سے زیادہ مجالست میں کریم تھے اور سب سے زیادہ اپنے اصحاب اور ہمنشینوں کی مواسات اور بزرگی فرماتے، اسی طرح آپ محتاجوں کی شادی کر دیتے، اور انہیں خرچ کے لئے عطا فرماتے، اور ہر ایک کے پاس اس کے مرتبہ کے لائق تحفہ بھیجتے۔ آپ نے ایک شاگرد کو پھٹا ہوا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا فرمایا: یہیں بیٹھنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہو جائیں، اس کے بعد فرمایا جو کچھ مصلے کے نیچے ہے لے لو اور اپنے کپڑے بنوالو وہ ہزار درھم تھے۔

امام ابویوسف نے فرمایا: امام صاحب سے جب کوئی حاجت چاہتا آپ اسے ضرور پورا فرمادیتے'' (الخیرات الحسان ص:۹۳۔ اردو)

حضرت سفیان بن عیینہ نے کہا کہ امام ابوحنیفہ بہت صدقہ فرماتے اور جو کچھ حاصل کرتے اس میں سے ضرور کچھ راہ خدا میں نکالتے اور میرے پاس اس قدر تحائف بھیجے کہ میں ان کی کثرت سے متوحش ہوا، میں نے ان کے بعض شاگردوں سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ جو تحائف کہ امام صاحب نے سعید بن عروبہ کے پاس بھیجے تھے کاش کہ آپ ان کو دیکھتے'' (ایضاً ص:۹۴)

امام ابویوسف نے فرمایا: کہ امام صاحب اگر کسی کو کچھ عطا فرماتے اور وہ اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا تو آپ کو غم ہوتا اور آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ وہ خدا کی دی ہوئی روزی ہے جو اس نے مجھ تک پہونچائی ہے۔ بیس سال تک میری اور میرے عیال کی کفالت فرماتے رہے۔ اور جب میں کہتا کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو سخی نہیں دیکھا فرماتے کہ تیرا حال کیا ہوتا کہ اگر تو حضرت حماد (جو آپ کے استاذ تھے) کو دیکھتا۔ میں نے کسی کو خصائل حمیدہ کا آپ سے زیادہ جامع نہ دیکھا۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ کو علم، عمل، سخا، بذل، اخلاق قرآنیہ کے ساتھ مزین کیا ہے'' (ایضاً ص:۹۵)

ابراہیم بن عیینہ چار ہزار درھم کے قرض کی وجہ سے قید ہوئے تو ان کے بھائیوں نے چاہا کہ چندہ کر کے اس قدر جمع کرلیں جب امام صاحب کے پاس چندہ کے لئے آئے امام صاحب نے کہا: کہ لوگوں سے جو کچھ لیا ہے وہ سب واپس کر دیا جائے اور ان کا تمام و کمال قرض اپنے طرف سے ادا کر دیا'' (ایضاً ص:۹۶)

اس طرح آپ کی سخاوت پر بے شمار شواھد پیش کئے جاسکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے اتنے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔ ان حقائق سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت پورے کوفہ شہر میں شہرت پذیر تھی۔ اور آپ غرباء و مساکین کو خوب نوازتے رہتے تھے۔

(۷)

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۳۴۰) موجودہ تعزیہ داری کے متعلق لکھتے ہیں ''تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پرنور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر جاندار کی بنانا، رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں انکی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صدہا سال سے طبقۃ فطبقۃ ائمہ دین وعلمائے معتقدین نعلین شریفین

حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اوران کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔

مگر جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں۔اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش اورنئی گھڑت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت،اوران کی گرد سینہ زنی،اور ماتم سازشی کی شور افگنی،کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کرر ہا ہے،کوئی مشغول طواف،کوئی سجدہ میں گرا ہے،کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، حاجت رواجانتا ہے،پھر باقی تماشے،باجے،تاشے،مردوں عورتوں کا راتوں کو میل،اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل،ان سب پر طرّہ ہیں۔

مزید امام اہل سنّت عوام اہل سنّت کو ھدایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ’’اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہداء کربلا علیہم الرضوان والثناء ہمارے بھائیوں کو نیکی کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے ،آمین ۔اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضہ انور کی حاجت تھی تو اس قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرّک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں کوئی حرج نہ تھا۔

(فتاویٰ رضویہ:۲۴/۵۱۲،۵۱۳۔مطبوعہ پور بندر گجرات)

(۸)

حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱) لکھتے ہیں ’’موضوع ‘‘لا یجاوز ابن بسطام وابن مھدی(قلت)اوردہ صاحب المیزان فی ترجمة ابن مھدی وقال انه خبر باطل‘‘

(اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ:۱/۳۶۷)

یہ روایت موضوع ہے ابن بسطام اور ابن مھدی سے ثابت نہیں ،میں کہتا ہوں صاحب میزان نے ابن مھدی کے ترجمہ میں اس کو نقل کیا اور کہا کہ یہ خبر باطل ہے۔

(۹)

حضرت محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۲۴) ’’شرح مواھب‘‘ میں فرماتے ہیں۔’’وقدسئل الامام القزوینی عن وطء النبی ﷺ العرش بنعلیه وقول الرب جل جلاله لقدشرف العرش بنعلیه یامحمدهل ثبت ام لا؟فاجاب:اماحدیث وطء النبی ﷺ العرش بنعله فلیس بصحیح ولاثابت‘‘(شرح الزرقانی علی المواھب)

اور جب امام رضی الدین قزوینی قدس سرہ سے حضور اقدس ﷺ کے نعلین سمیت عرش پر جانے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ’’اے محمد ﷺ عرش تیرے نعل سے شرف پائے‘‘ کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ روایت ثابت ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا عرش پر نعلین سمیت جانے والی روایت نہ صحیح ہے اور نہ ثابت ہے۔

(۱۰)

بندہ مومن کافر ومشرک سے ہزار درجہ افضل وبہتر ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وَلَعَبْدٌ" "مُّؤْمِنٌ" "خَيْرٌ" "مِّنْ مُّشْرِكٍ" (البقرہ:۲/۲۲۱) "بے شک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے" دوسرے مقام پر کافروں کی نجاست و مذمت یوں ارشاد فرماتا ہے "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" "(التوبہ:۹/۲۸) "مشرک نرے ناپاک ہیں" (کنز الایمان)

جب یہ بات قرآن مجید کی روشنی میں متحقق ہوگئی کہ کافر ومشرک نجس اور ناپاک ہیں تو یہ امر بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آباء واجداد میں سے کوئی شخص کافر ومشرک نہ تھا وہ سب مومن وموحد تھے، اور تاجدار کائنات، رحمت للعالمین ﷺ کے والدین کریمین بھی مومن موحد تھے۔ جیسا کہ اللہ ربّ العزّت ارشاد فرماتا ہے "وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ" (الشعراء:۲۶/۲۱۹) "اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱) حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے لکھتے ہیں

"وقدقال ابنُ عبّاس فی تاویل قول اللہ تعالیٰ (وتقلُّبُک فی الساجدین) ای تقلبک من اصلاب طاھرۃ من اب بعداب الیٰ انّ جعلک نبیاً فکان نور النبوّۃ ظاھراً فی آبائه ثمّ لم یشرکهُ فی ولادته من ابویه اخ ولا اخت لانّهما صفوتهما الیه وقصور نسبهما علیه لیکون مختصّاً بنسب جعله اللّٰه للنبوّۃ غایۃ ولتفرّده نهایۃ" (مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ ص:۴۸) اور ایسا ہی حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی (۹۲۳) نے (المواھب اللدنیہ:۱/۸۹) اور امام فخر الدین رازی (۶۰۴) نے (تفسیر کبیر میں زیر آیت) لکھا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تاویل میں

فرماتے ہیں: یعنی آپ کا دورہ فرمانا پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف نسلاً بعد نسل یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا پس نبوّت کا نور آپ کے آباء واجداد میں ہویدہ تھا اور آپ کی ولادت میں آپ کے والدین کی جانب سے آپ کا کوئی بھائی اور بہن شریک وسہیم نہیں کیوں کہ ان دونوں کی اصلیت اور عمدگی رسول رحمت کی جانب لوٹنے والی ہے اور ان دونوں کے نسب کی مجد وشرافت کی اصل منفرد اور بے مثال ہونے کی وجہ سے۔

سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں "بعثت من خیر قرون بنی آدم قرناً فقرناً حتی کنتُ فی القرن الذی کنت منهُ" (بخاری:۱/۵۰۳، رقم:۳۴۳۲، باب صفۃ النبی ﷺ / المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ:۱/۸۸) ہر قرن وطبقہ میں تمام قرون بنی آدم کی بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔

حضرت امیر المومنین، مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے "لم یزل علیٰ وجه الدهر (الارض) سبعة مسلمین فصاعداً فلولا ذٰلک هلکت الارض ومن علیها" (شرح الزرقانی علی المواھب:۱/۲۰۴، باب وفات امه ﷺ) روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور مسلمان رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین واہل زمین سب ہلاک ہوجاتے۔

حضرت عالم القرآن، حبر الامت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے "ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یدفع اللّٰه بهم علی اهل الارض" (ایضاً) نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی سات بندگان خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

حضرت سید المرسلین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "لم یزل اللّٰه عزّوجلّ ینقلنی من اصلاب طیبة الیٰ ارحام طاهرة صافیاً مهذّباً لا تتشعّب شعبتان الّا کنت فی خیرهما" (دلائل النبوۃ:۱/۶۳)

ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک ستھری پشتوں میں نقل فرماتا رہا، صاف ستھرا آراستہ، جب

دوشاخیں پیدا ہوئیں میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔

دوسری حدیث پاک میں ہے سرکار اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الىٰ ارحام الطاهرات“

(شرح الزرقانی: ۱/۲۰۴، باب وفات امہ ﷺ)

میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

تیسری حدیث میں حضور رحمت للعالمین ﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا ”لم یزل اللّٰه تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الكريمة والارحام الطاهرة حتى اخرجنی بين ابوىّ“

(الشفاء: ۱/۸۳۔ فصل، واما شرف نسبه وکرم بلده، مطبوعہ بیروت)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ میں پیدا ہوا۔

حضرت سیدنا امام جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱) تحریر فرماتے ہیں۔

”انّ الاحاديث الصّحيحة دلّت على انّ كلّ اصل من اصول النّبى ﷺ من آدم الىٰ ابيه عبداللّٰه فهو خير اهل قرنه وافضلهم ولا احد فى قرنه ذٰلك خير منه ولا افضل“

(مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ ص: ۲۴، ۲۵)

بے شک احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے مبارک نسب میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک تمام کے تمام اپنے زمانہ میں بہتر و افضل تھے، ان کے زمانے میں کوئی ان حضرات سے بہتر و افضل نہ تھا۔

حضرت امام بن حجر مکی (۹۷۴) فرماتے ہیں۔

”انّ آباء النّبى ﷺ غير الأنبياء واُمّهاته الىٰ آدم وحوّاء ليس فيهم كافر لانّ الكافر لا يقال فى حقه انّه مختار ولا كريم ولا طاهر بل نجس وقد صرحت الاحاديث بانّهم مختارون وانّ الآباء كرام

والامّهات طاهرات“

”وایضا قال اللّٰه تعالىٰ: ”وتقلّبك فى السّجدين“ علىٰ احد التفاسير فيه انّ المراد تنقّل نوره من ساجد الىٰ ساجد وحينئذ فهٰذا صريح فى انّ ابوى النّبىّ ﷺ آمنة وعبداللّٰه من اهل الجنّة لانّهما اقرب المختارين لهٗ ﷺ وهٰذا هو الحقّ“

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ، بحوالہ: شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ص: ۲۳)

یعنی حضور نبی کریم ﷺ کے سلسلہ نسب میں جتنے انبیاء کرام علیہم السلام ہیں وہ تو انبیاء ہی ہیں ان کے سواء جس قدر حضور کے آباء و امّہات آدم وحوّاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہیں ان میں سے کوئی کافر نہیں تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جا سکتا اور حضور کے آباء و امّہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ پسندیدہ بارگاہ الٰہی ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ ہیں۔

اور آیت کریمہ ”وتقلّبك فى السّجدين“ کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی ﷺ کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے لئے چنا تھا سب قریب تر ہیں یہی قول حق ہے۔

المختصر! اگر اس مسئلہ کو طول دیا جائے تو دفتر بھی ناکافی۔ اس لئے متذکرہ بالا دلائل وبراھین کی روشنی میں یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے ابوین کریمین کے ایمان پر مفسرین ومحدثین کرام کے ارشادات عالیہ اور اقوال مبارکہ ہمارے لئے سب سے بڑی دلیل اور حجت ہیں ان اکابر ومتقدمین فقہاء ومحدثین کے بعد کسی طرح کی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تنہا حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱) نے اس مسئلہ پر چھ رسائل تحریر فرماتے ہوئے مسئلہ حقہ کو خوب روشن وواضح فرما کر ملت بیضاء پر احسان عظیم

فرمایا، جس کی صراحت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (فتاویٰ رضویہ :۶ / ۲۸، طبع ممبئی) میں فرمائی ہے بلکہ امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کی تصریح و تحقیق کے مطابق تقریباً ۴۰ فقہاء، محدثین و مفسرین نے حضور اقدس ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مومن و موحد اور ناجی ہونا تسلیم کیا ہے

(شمول الاسلام لاصول الرسول الکریم ص:۳۳ تا ۳۵)

اس لئے مسئلہ مذکور میں بحث و مباحثہ کرنے سے سکوت کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ یہی ہمارے اسلاف کا طریقہ و عمل رہا ہے۔ ورنہ کہیں ہمارے اس عمل سے تاجدار کائنات ﷺ کو ایذاء و تکلیف نہ پہونچ جائے اور ان کی ایذاء و تکلیف دردناک عذاب الٰہی کا سبب ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "والذین یؤذون رسول اللّٰہ لھم عذاب الیم" (التوبہ:۹/ ۶۱)۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آخر میں ایک بزرگ عالم دین کا عبرت ناک واقعہ اور امام احمد رضا قادری محدث بریلوی (۱۳۴۰) کی تنبیہ جلیل نقل کرتا ہوں امید ہے کہ فائدہ مند ثابت ہو۔ اور مسئلہ مذکور واضح ہو جائے۔

"ایک عالم دین رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیق اقوال ہو اس فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا۔ صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے راہ میں ایک ترہ فروش ملے کہ اپنی دوکان کے آگے باٹ ترازو لئے بیٹھے ہیں انہوں نے اٹھ کر ان عالم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور یہ اشعار پڑھے:

اٰمنتُ انّ ابا النّبی وامّہ   احیاھما الحیُّ القدیرُ الباری
حتّٰی لقد شھدالہ برسالۃ   صدق فذٰلک کرامۃُ المختار
وبہ الحدیثُ ومن یّقولُ بضُعفہ   فھوالضعیفُ عن الحقیقۃ عار

"یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کو اُسی زندہ، ابدی، قادر مطلق، خالق عالم جلّ جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے حضور اقدس ﷺ کی

پیغمبری کی گواہی دی، اے شخص اس کی تصدیق کر کہ یہ مصطفیٰ ﷺ کے اعزاز کے واسطے ہے، اور اسی باب میں حدیث وارد ہوئی، جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے"

یہ اشعار سن کر ان سے فرمایا، اے شیخ انہیں لے۔ اور نہ رات کو جاگ اور نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلا دے، ہاں! جہاں جا رہا ہے وہاں نہ جا۔ کہ لقمہ حرام کھانے میں نہ آئے۔ ان کے اس فرمانے سے وہ عالم بے خود ہو کر رہ گئے۔ پھر انہیں تلاش کیا پتہ نہ پایا اور دکانداروں سے پوچھا کسی نے نہ پہچانا، سب بازار والے بولے، یہاں تو کوئی شخص بیٹھتا ہی نہیں، وہ عالم اس ربانی ھادی غیب سے ہدایت سن کر مکان پر واپس آئے لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔ (شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ص:۴۰، ۴۱)

مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی (۱۳۴۰) تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کیا تمہارا وجدان ایمان گوارہ کرتا ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کے سرکار نور بار کے ادنیٰ ادنیٰ غلاموں کے سگان بارگاہ جنات النعیم میں "سرر مرفوعۃ" پر تکئے لگائے چین کریں اور جن کی نعلین پاک کے تصدّق جنت بنی ہے ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب و عذاب کی مصیبتیں بھریں، ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غنی حمید عزّ جلالہ پر حکم نہیں کر سکتے پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی؟ اُدھر کونسی دلیل قاطع پائی؟ حاش للہ! ایک حدیث بھی صحیح و صریح نہیں۔ جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں اور جو صحیح ہے ہرگز صریح نہیں۔ جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کر دیئے تو اقل درجہ وہی سکوت و حفظ ادب رہا، آئندہ اختیارات بدست مختار"

(شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ص:۲۶۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

﴿کتابیات﴾

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف	متوفی	مطبوعہ
۱	قرآن مجید	کلام الٰہی	----	----
۲	کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	----	----
۳	بخاری شریف	حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	(۲۵۶)	دہلی
۴	مسلم شریف	حضرت امام ابوالحسین مسلم بن قشیری	(۲۶۱)	دہلی
۵	ابوداؤد شریف	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	(۲۷۵)	دہلی
۶	ترمذی شریف	حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی	(۲۷۹)	دہلی
۷	عمدۃ القاری	حضرت علامہ امام بدرالدین عینی	(۸۵۵)	بیروت
۸	ارشاد الساری	حضرت امام احمد بن محمد الخطیب القسطلانی	(۹۲۳)	بیروت
۹	مرقاۃ المفاتیح	حضرت علامہ ملا علی قاری	(۱۰۱۴)	ممبئی
۱۰	نزھۃ القاری	حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی	(۱۴۲۱)	یوپی
۱۱	معالم التنزیل	امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی	(۵۱۶)	بیروت
۱۲	تفسیر کشاف	حضرت علامہ جاراللہ زمخشری	(۵۳۸)	کلکتہ
۱۳	تفسیر کبیر	حضرت علامہ امام فخرالدین رازی	(۶۰۴)	بیروت
۱۴	مدارک التنزیل	حضرت علامہ محمود بن احمد نسفی	(۷۱۰)	مصر
۱۵	تفسیر الخازن	حضرت علامہ علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی	(۷۴۵)	بیروت
۱۶	تفسیر ابن کثیر	حضرت علامہ ابن کثیر	(۷۷۴)	مکہ مکرمہ
۱۷	تفسیر بیضاوی	حضرت علامہ قاضی ناصرالدین بیضاوی	(۷۹۱)	----
۱۸	تفسیر جلالین	حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی	(۹۱۱)	مصر
۱۹	الاتقان	حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی	(۹۱۱)	مصر
۲۰	تفسیر ابی السعود	امام قاضی ابی السعود محمد بن العمادی	(۹۵۱)	بیروت
۲۱	تفسیرات الاحمدیہ	حضرت علامہ ملا احمد جیون جون پوری	(۱۱۳۰)	سہارنپور

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف	متوفی	مطبوعہ
۲۲	روح البیان	حضرت علامہ اسماعیل حقی	(۱۱۳۷)	ممبئی
۲۳	حاشیۃ الجمل	حضرت شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل	(۱۲۰۴)	بیروت
۲۴	حاشیۃ الصاوی	حضرت علامہ شیخ احمد صاوی مالکی	(۱۲۲۳)	ممبئی
۲۵	تفسیر مظہری	حضرت علامہ مولنا قاضی ثناءاللہ مظہری	(۱۲۲۵)	دہلی
۲۶	شرح العقائد	حضرت علامہ سعدالدین تفتازانی	(۷۹۱)	دہلی
۲۷	نبراس	حضرت علامہ عبدالعزیز فرھاری	(۱۲۳۹)	----
۲۸	دلائل النبوۃ	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی	(۴۳۰)	دہلی
۲۹	الشفاء	حضرت علامہ امام قاضی عیاض	(۵۴۴)	بیروت
۳۰	المقاصد الحسنہ	حضرت شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی	(۹۰۲)	گجرات
۳۱	اللآلی المصنوعۃ	حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی	(۹۱۱)	گجرات
۳۲	تاریخ الخلفاء	حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی	(۹۱۱)	مصر
۳۳	مسالک الحنفاء	حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی	(۹۱۱)	گجرات
۳۴	المواھب اللدنیہ	حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی	(۹۲۳)	گجرات
۳۵	الصواعق المحرقہ	حضرت علامہ ابن حجر مکی	(۹۷۴)	ترکی
۳۶	الخیرات الحسان	حضرت علامہ امام احمد بن حجر مکی	(۹۷۴)	ترکی
۳۷	موضوعات کبیر	حضرت علامہ ملا علی قاری	(۱۰۱۴)	دہلی
۳۸	سفرالسعادت	حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی	(۱۰۵۲)	پاکستان
۳۹	نسیم الریاض	حضرت علامہ امام شہاب الدین خفاجی	(۱۱۷۰)	گجرات
۴۰	شرح زرقانی	حضرت علامہ امام محمد بن عبدالباقی	(۱۱۲۴)	----
۴۱	الحدیقۃ الندیہ	حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی	(۱۱۴۱)	پاکستان
۴۲	جواھر البحار	حضرت علامہ امام اسماعیل نبھانی	(۱۳۵۰)	گجرات
۴۳	فتاویٰ عالم گیری	حضرت علامہ شیخ نظام وجماعت علماء ہند	(۱۱۶۱)	سہارنپور
۴۴	المفردات للراغب	حضرت علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی	(۵۰۲)	----
۴۵	القاموس المحیط	حضرت مجدالدین بن یعقوب فیروزآبادی	(۸۱۷)	----
۴۶	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	(۱۳۴۰)	ممبئی، گجرات

۴۷	رسالہ: منیر العین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	(۱۳۴۰)	ممبئی
۴۸	شمول الاسلام	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	(۱۳۴۰)	ممبئی
۴۹	فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	(۱۳۴۰)	دہلی
۵۰	احکام شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	(۱۳۴۰)	دہلی
۵۱	عرفان شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	(۱۳۴۰)	ممبئی
۵۲	الملفوظ مکمل	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی	(۱۳۴۰)	ممبئی
۵۳	ضیاء النبی	حضرت پیر کرم شاہ الازہری	(۱۴۱۹)	دہلی
۵۴	اشرف السیر	حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی	(۱۴۲۱)	یوپی
۵۵	تبیان القرآن	حضرت علامہ غلام رسول سعیدی	----	دہلی

فہرست مشمولات

تعلیقات

کتابیات

بارہ تقریریں (کلاں)	مولانا محمد شریف	80/-	
روحانی عملیات	علامہ عالم فقری علیہ الرحمہ	80/-	
کراماتِ صحابہ	علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ	80/-	
جنتی زیور	علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ	110/-	
سنی بہشتی زیور	مفتی خلیل احمد قادری	110/-	
غرائب القرآن	علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ	65/-	
عجائب القرآن	علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ	70/-	
قرأت کورس روایات حفص	قراء کرام	60/-	
معرفۃ التجوید	ابن ضیا قاری محب الدین	10/-	
ضیاء القرآت	ابن ضیا قاری محب الدین	15/-	
جامع الوقف	ابن ضیا قاری محب الدین	15/-	
فوائد مکیہ	ابن ضیا قاری محب الدین	20/-	
ایضاح القرآت شرح ضیاء القرآت	قاری شکیل احمد	40/-	
معین الوقف شرح جامع الوقف	قاری شکیل احمد	30/-	
نورالایضاح (مترجم)	مولانا عبد الحکیم شرف قادری	120/-	
آئینہ عبرت	علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ	30/-	
مومن کی قبر	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	30/-	
نورانی سچی نماز	مولانا نسیم احمد بستوی علیہ الرحمہ	25/-	
نظام شریعت	علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ	80/-	
خطبۂ علمی	محمد حسن علی علمی علیہ الرحمہ	20/-	
عملیاتِ اشرفی	سید شاہ فخر الدین اشرفی علیہ الرحمہ	60/-	
عرفانِ اولیاء	حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں	20/-	
رحمت عالم	حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں	15/-	
النبی الامی	حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں	20/-	

مجدّ داعظم، اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہٗ السامی دوسرے فنون کی طرح علم حدیث وعلم رجال حدیث اور تحقیق احادیث کے اصول میں بھی مجتہدانہ شان رکھتے تھے، طرق حدیث، راجح ومرجوح، اور نقد رجال پر انہیں مہارت وکامل درک حاصل تھا جس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی ۔ ایک جلیل القدر، بلند پایہ مطلق محدّث اور فقیہ کے لئے جن علوم کا ہونا ضروری ہے ان علوم وفنون میں محدّث بریلوی رضی اللہ عنہ کو کمال درجہ کی مہارت ودسترس حاصل تھی ۔ حفظ کتب حدیث کے متعلق خود امام احمد رضا محدّث بریلوی ارشاد فرماتے ہیں: مسند امام اعظم، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، کتاب الآثار، کتاب الخراج، کتاب الحجج، شرح معانی الآثار، مسند امام شافعی، مسند امام احمد، سنن دارمی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، خصائص نسائی، منتقی الجارود، علل متناہیہ، مشکوٰۃ، جامع کبیر، جامع صغیر، منتقی ابن تیمیہ، بلوغ المرام، عمل الیوم واللیلہ، الترغیب والترہیب، خصائص کبریٰ، الفرج بعد الشدۃ، کتاب الاسماء والصفات، وغیرہا پچاس سے زائد کتب حدیث میرے درس وتدریس اور مطالعہ میں رہیں ۔ (جامع الاحادیث: مقدمہ، ص:۴۰۹)
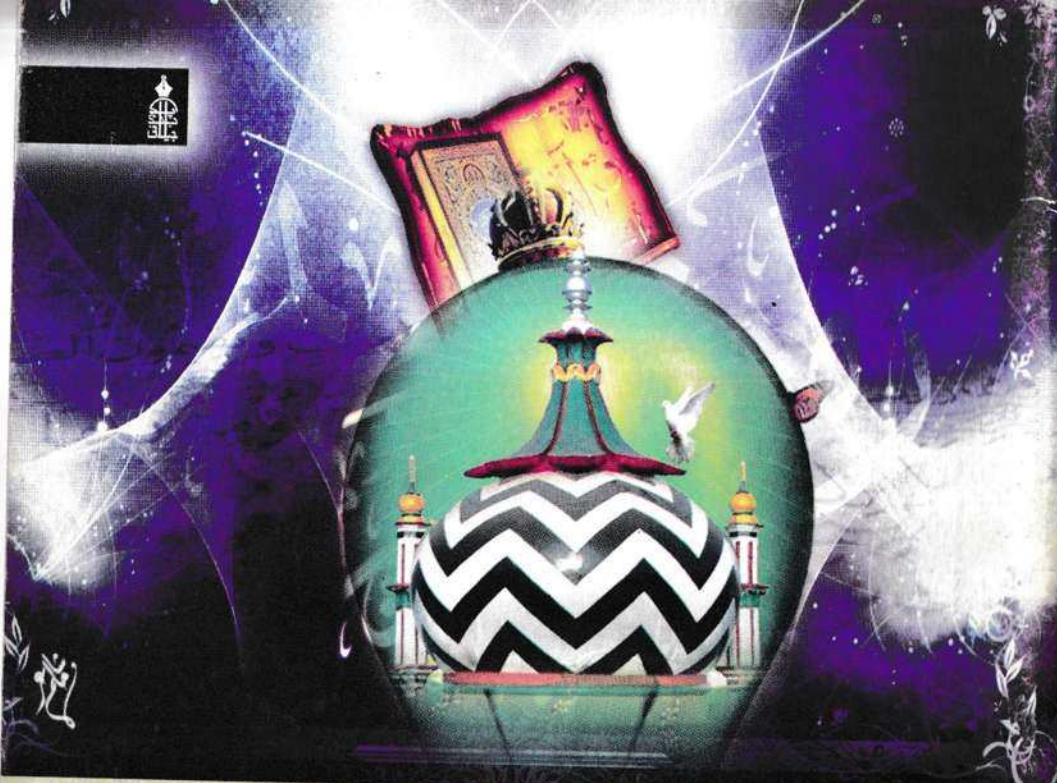
حضور محدّث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر، اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے اس کی روایت ودرایت کی خامیاں ہر وقت ازبر، علم حدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی ''جرح وتعدیل'' کے جو الفاظ فرمادیتے اٹھا کر دیکھا جاتا تو ''تقریب وتہذیب'' اور ''تذہیب'' میں وہی لفظ مل جاتا، اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف اور علمی مطالعہ کی وسعت ۔ (جامع الاحادیث: مقدمہ، ص:۴۰۷)

جب حضرت شیخ یٰسین احمد الخیاری علیہ الرحمہ مسجد نبوی (مدینہ منورہ) نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی کی کتاب ''الدولۃ المکیۃ'' دیکھی تو یوں گویا ہوئے ۔

یہ کتاب مسائل شریفہ کی تحقیق کے لئے ایک قاموس ہے، بزرگ اور بلند معارف کی تفتیش کے لئے ایک مصار ہے ۔ کیوں نہ ہو کہ وہ محدثین کے امام ہیں، ملحدوں کی گردنوں کے لئے تلوار ہیں، یگانہ روزگار اور یکتائے زمانہ ہیں یعنی مولانا شیخ کامل، بزرگ سردار احمد رضا خاں ہمیشہ لباس معرفت میں جلوہ گر ہیں ۔ (فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص:۱۲۹)

RS.30/-